96

ہماری دعا

کیوں قبول نہیں ہوتی

از

سحبان الہند مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

فاران بک ایجنسی
رسالہ روڈ - حیدرآباد

ناشر

صفیہ اکیڈمی - ۱۴/۶ پی - آئی - بی کالونی ۲ - کراچی ۵

1-25

(مطبوعہ جاوید پریس کراچی) ہدیہ: - ایک روپیہ پچیس پیسے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	ہماری دعا کیوں قبول نہیں ہوتی	۳
۲	سرکارِ مدینہ کی بارگاہ میں عرض و نیاز	۱۴
۳	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خطبہ	۱۹
۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام وعظ کا خلاصہ	۲۱
۵	رحمۃ للعالمین	۲۳
۶	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۹
۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختصر حالات	۴۹
۸	یوم عاشورا اور اس کا حکم	۵۸
۹	ماہِ شعبان اور اسراف	۶۸
۱۰	شعبان کی پندرہویں شب۔	۸۹

ہر قسم کی کتابیں ہم سے طلب فرمائیں

صفیہ اکیڈمی ۱۴۲/۱ پی۔آئی۔بی۔ کالونی ۲ کراچی ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DATA ENTERED

ہماری دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی

آج کل عام طور سے مسلمانوں کو شکایت ہے کہ جب ہم کوئی دعا مانگتے ہیں تو اس کی قبولیت کے آثار ہمیں نہیں معلوم ہوتے اور جس چیز کو طلب کرتے ہیں وہ نہیں ملتی حالانکہ خدائے تعالےٰ کا ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1]

یہ اس شبہ کا خلاصہ ہے جو آجکل اکثر لوگوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں میں ایک طبقہ بدقسمتی سے ایسا بھی پیدا ہو گیا ہے جو دعا کو محض لغو اور بے کار چیز سمجھتا ہو اس کا خیال ہے کہ دعا ایک طفل تسلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور دعا کا کوئی اثر قضاء وقدر کے فیصلوں پر نہیں پڑ سکتا۔ ہمیں اس وقت نہ تو اس طبقہ سے بحث کرنی ہے۔ اور نہ یہ مختصر مضمون اس بحث کا متحمل ہے۔ انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں ہم اسکے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں گے جس سے ان لوگوں کی مذہبی ناواقفیت۔ آنکے

---

[1] مجھے پکارو اور مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

Marfat.com

دلائل باطلہ اور ان کی کج فہمی کا راز طشت از بام ہو جائے گا۔ اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ، دعا کس طرح مانگنی چاہیئے، دعا کی قبولیت کے آثار کیا ہیں، وہ کون کون سے مواقع ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے اور اسی قسم کی بعض چیزیں جو دعا سے متعلق ہیں ذکر کرنی مقصود ہیں تاکہ آپ خدا سے دعا کرتے وقت ان امور و شرائط کی پابندی کریں، جو دعا کیلئے ضروری اور لازم ہیں۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کسی مسلمان کی دعا (جبکہ وہ جملہ آداب کی رعایت رکھے) رد نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جب کبھی جو چیز طلب کرتا ہے وہی عنایت ہو جاتی ہے۔ اور کبھی اس دعا کی برکت سے کوئی خاص بلا اور مصیبت جو نازل ہونے والی تھی وہ رد کر دی جاتی ہے۔ اور کبھی جل مجدہٗ کی مصالح ظاہری اثر مرتب کرنے سے مانع ہوتی ہے تو اس کی دعا کے بدلے میں خاص اجر و ثواب محفوظ کر دیا جاتا ہے چنانچہ قیامت میں جب بندے کو وہ اجر عطا کیا جائے گا جو اس کی درخواست اور دعاؤں کے صلہ میں محفوظ رکھا گیا تھا تو بندہ اس امر کی تمنا کرے گا کہ دنیا میں میری کسی دعا کا کبھی اثر ظاہر نہیں کیا جاتا تو اچھا ہوتا بلکہ وقتاً فوقتاً جو دعائیں میں نے خدا سے مانگی تھیں ان سب کا آج کے دن مجھے ثواب ہی عطا کر دیا جاتا۔ پس یہ امر ثابت ہو گیا کہ مسلمان کی دعا رد نہیں ہوتی بلکہ قبول کر لی جاتی ہے تو بعض لوگوں کا دعا کے بعد یہ کہنا کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی حضرت حق جل مجدہٗ کی شان میں سوء ظنی اور حد درجہ گستاخی کیونکہ عدم قبولیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جو چیز طلب کرتا ہے وہ بھی نہ ملے کوئی بلا جو نازل ہونے والی تھی وہ بھی نہ رد کی جائے اور قیامت میں اجر بھی نہ ملے اور جب ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کا حصول یقینی ہے۔ تو پھر عدم قبول کا شکوہ نہ صرف لغو بلکہ نادانی کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

Marfat.com

آدابِ دعا

۱۔ دعا کرنے والے کا کھانا پینا اور لباس مال حرام سے نہ ہو۔ اور اسی طرح اس کی کمائی بھی حرام کی نہ ہو۔ بلکہ جو پیشہ کرتا ہو وہ پیشہ حلال ہو۔ (۲) اخلاص کے ساتھ دعا مانگی جائے دکھاوے اور ریا سے نہ مانگے۔ خدا کے ساتھ دعا میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (۳) دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک کام کرے مثلاً کچھ صدقہ اور خیرات کر دے یا نماز پڑھے۔ (۴) پاکیزگی اور تطہیر کا خیال رکھنا چاہیئے اور غسل کا موقعہ نہ ہو تو کم از کم وضو ہی کر لینا چاہیئے۔ (۵) قبلہ کے طرف منہ کر کے اور التحیات کے طریقہ پر بیٹھ کر دعا مانگنا چاہیئے۔ (۶) دعا سے پہلے اللہ تعالٰے کی حمد و ثنا بیان کرنا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا چاہیئے۔ (۷) دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھ کی ہتھیلیاں کھول کر دعا مانگنا چاہیئے (دونوں ہاتھ اس قدر اونچے کئے جائیں کہ کندھوں اور شانوں کے مقابل ہو جائیں) اور جس وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جائیں تو سینے کے قریب نہ کئے جائیں بلکہ سامنے کی سمت میں بڑھے ہوئے ہوں (۸) دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھنا چاہیئے یعنی کوئی کپڑا وغیرہ ہاتھوں پر نہ ہو بلکہ کپڑے سے ہاتھوں کو نکال کر دعا مانگنا چاہیئے (۹) دعا میں خشوع و خضوع۔ اور انتہائی ادب عاجزی اور مسکنت کی رعایت رکھنا چاہیئے (۱۰) الحاح یعنی گڑگڑا کر دعا مانگنا چاہیئے (۱۱) اللہ تعالٰے کے اسمائے حسنہ کو یا اپنے کسی نیک کام کو یا انبیاء اور صلحا کو وسیلہ بنانا یعنی دعا میں یہ کہنا کہ یا اللہ میں تیرے کرم اور تیری رحمت کو وسیلہ بناتا ہوں یا اپنے کسی نیک کام کا ذکر کر کے یہ کہنا الٰہی اگر میرا فلاں عمل تیرے نزدیک مقبول ہے تو اس کے وسیلے سے میری یہ دعا قبول فرمائے اسی طرح حضرات انبیا علیہم السلام یا کسی صالح اور بزرگ انسان

Marfat.com

کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے (۱۲) آہستہ اور پست آواز سے مانگنا چاہیے (۱۳) دعا میں تکرار کرنا۔ سات بار یا پانچ بار یا کم از کم تین بار دعا کرنا چاہیے (۱۴) دعا سے پہلے اپنے پہلے جرم اور گناہوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ مثلاً اے اللہ میں بڑا گناہگار ہوں (۱۵) دعا مانگنے میں قلب سے پوری کوشش کرنا، قلب کو متوجہ رکھنا اور پوری طرح دل لگا کر رغبت اور شوق سے دعا مانگنا چاہیے اور خدا سے اچھی امید رکھنا عزم کو پختہ اور ارادہ کو مضبوط رکھنا چاہیے دعا مانگنے کے بعد آمین کہنا اگر کوئی امام ہو تو مقتدیوں کو بھی آمین کہنی چاہیے)۔ (۱۷) ہر چھوٹی بڑی حاجت کو خدا ہی سے مانگنا چاہیے (۱۸) ایسے الفاظ کے ساتھ دعا مانگنا کہ الفاظ تھوڑے اور معنی زیادہ ہوں اور الفاظ ایسے ہوں جو دین و دنیا کی ضرورتوں کو شامل کریں مثلاً ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار (۱۹) دعا میں اپنے نفس کو اپنے ماں باپ کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو مقدم کرنا یعنی پہلے ان چیزوں کا دعا میں ذکر کرنا چاہیے (۲۰) دعا کرتے وقت آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ نگاہ نیچی رکھے کیونکہ ادب کا مقتضا یہی ہے (۲۱) دعا میں قافیہ بندی یا بہ تکلف قافیہ بندی کی کوشش سے بچنا چاہیے (۲۲) دعا میں گانے کا طریقہ اختیار نہ کرے (اس ادب کی سند نہیں ملی) (۲۳) گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ مانگے (۲۴) دعا میں خدا کی رحمت کو تنگ نہ کرے (مثلاً یوں نہ کہے کہ یا اللہ مجھ کو روزی دے اور کسی کو نہ دے وغیرہ (۲۵) جو چیز عادتاً محال ہو اس کی دعا نہ مانگے (مثلاً مجھے جوان بنا دے یا میں کبھی نہ مروں یا میرا قد چھوٹا ہو جائے یا سورج نہ نکلے وغیرہ (۲۶) دعا کی قبولیت میں جلدی نہ کرے یعنی میں نے دعا مانگی تھی ابھی تک قبول نہ ہوئی جلدی سے میری دعا قبول کر اسی طرح یہ بھی نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی وہ دعا قبول نہ ہوئی (۲۷) دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا

Marfat.com

مضمون کی طوالت کے باعث ہم نے ان دلائل کو چھوڑ دیا ہے جن سے دعا کے یہ تمام آداب اخذ کئے گئے ہیں۔

اجابت کے اوقات

۱۔ شب قدر رمضان شریف کی ۲۱-۲۲-۲۵-۲۷ اور ۲۹ ویں رات (۲) یوم عرفہ ذوالحجہ کی نویں تاریخ (۳) شہر رمضان کا پورا مہینہ (۴) جمعہ کی شب (۵) جمعہ کا دن (۶) جمعہ کے دن کی خاص ساعت اس کی تعین کے متعلق تقریباً چالیس قول ہیں۔ زیادہ مشہور اور صحیح دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر پر آکر بیٹھے اس وقت سے نماز کا سلام پھیرنے تک خصوصاً جبکہ وہ سورہ فاتحہ شروع کرے تو ولا الضالین کہنے تک اس ساعت کی زیادہ امید ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک یہ گھڑی ہوتی ہے (۷) رات میں دعا کرنا بالخصوص آدھی رات کے بعد (۸) رات کا پہلا تیسرا حصہ یعنی رات کے تین حصے اگر کئے جائیں تو ان میں سے پہلا حصہ اگر رات ۱۲ گھنٹے کی ہو سورج ۶ بجے غروب ہوتا ہو اور چھ بجے طلوع تو رات کے دس بجے تک کا وقت (۹) رات کا پہلا تیسرا حصہ ۱۲ گھنٹے کی رات میں ۲ بجے سے ۶ بجے تک (۱۰) آخری رات کا چھٹا حصہ (۱۱) صبح صادق کے وقت (۱۲) نماز کے لئے جب کوئی مؤذن آذان دے یعنی آذان کے وقت کوئی شخص آذان سن کر دعا مانگے تو قبول ہوتی ہے۔ (۱۳) آذان اور تکبیر کا درمیانی وقت (۱۴) تکبیر شروع ہونے کے وقت (۱۵) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد، خصوصاً اس شخص کے لئے جو رنج ومصیبت میں مبتلا ہو (۱۶) جہاد کی صف میں جب کوئی شخص کھڑا ہو (۱۷) اسلامی لشکر جب کفار سے گتھ کر لڑتے مل جائے یعنی جب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو (۱۸) فرض نماز کے بعد (۱۹) سجدے

کی حالت میں (یعنی نماز کی حالت میں جب سجدہ کرے۔ (۲۰) تلاوت قرآن شریف کے بعد (۲۱) ختم قرآن شریف کے بعد۔ بالخصوص قاری قرآن کی یعنی جس حافظ نے قرآن شریف ختم کیا ہو اُسکی دعا سننے والے کے اعتبار سے زیادہ مقبول ہے (۲۲) جب امام ولا الضالین کہے یہ وقت بھی دعا کی قبولیت کا ہے (۲۳) زم زم شریف کا پانی پینے کے وقت (۲۴) پچھلی رات میں مرغ کی اذان کے وقت (۲۵) جہاں مسلمان کثرت سے جمع ہوں، مثلاً عید، جمعہ، عرفات (۲۶) مجالس ذکر میں (۲۷) مردے کی آنکھیں بند کرتے وقت یعنی جس وقت روح پرواز ہو اور لوگ میت کی آنکھیں اور منہ بند کرنے لگیں (یہ وقت بھی دعا کی قبولیت کا ہے) یا مردے کے پاس حاضر ہونے کی حالت میں۔ (۲۸) جس وقت بارش ہو رہی ہو۔ (۲۹) کعبہ شریف کو دیکھتے وقت۔

Marfat.com

وہ مقامات جہاں دعا قبول ہونے کی امید کی جاتی ہے

جو جگہ کسی شرعی اعتبار سے متبرک ہو وہاں بیٹھ کر دعا مانگنے سے قبول ہوتی ہے۔

۱۔ مسجد الحرام ۔ ۲۔ مسجد نبوی ۔ ۴۔ مسجد اقصٰی (یعنی بیت المقدس کی مسجد) ۵۔ مطاف یعنی وہ جگہ جہاں حاجی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ۶ ملتزم (یعنی سنگ اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کا درمیانی حصہ' خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر۔ ۸۔ زمزم شریف کے پاس۔ ۹۔ صفا اور مروہ کے پہاڑ پر۔ ۱۰۔ جن نما مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ جس کو سعی کہتے ہیں ۱۱۔ مقام ابراہیم کے پیچھے ۔ ۱۲۔ عرفات جہاں نویں تاریخ کو حاجی جمع ہوتے ہیں۔ ۱۳۔ مزدلفہ جہاں عرفات سے واپس آکر رات کو قیام کرتے ہیں) ۱۵۔ جمرات ثلث (وہ تینوں مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ۱۴۔ منٰی جہاں حج کے بعد تین دن تک قیام کرتے ہیں ۔۔ ۱۶۔ میزاب رحمت کے نیچے یعنی کعبہ کی چھت کے پرنالے کے نیچے ۔ ۱۷۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر و مبارک کے قریب ۔ ۱۸۔ بین الجلالتین یعنی سورۂ انعام کی وہ آیت جس میں دو جگہ لفظ اللہ متصل آیا ہے۔ ایک: فعہ اللہ کہہ کر دعا مانگئے اور پھر دوسرے لفظ اللہ کو شروع میں کرنا ان دونوں ناموں کے درمیان میں بھی دعا مانگنا مقبول ہے آیت حسب ذیل ہے مقام دعا میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؁ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؁

ؔ جب آتی ہے ان کے پاس کوئی نشانی تو وہ کافر کہتے ہیں کہ ہم ایسا نہیں لائیں گے یہاں تک کہ دی جائیں ہم کو وہ چیزیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رسالت دی جائے۔

Marfat.com

وہ لوگ جن کی دعا قبول ہوتی ہے

۱۔ مضطر یعنی انتہائی بے قرار۔ ۲۔ مظلوم خواہ یہ مظلوم فاسق وفاجر اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی مظلوم اگر کافر بھی ہو تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے کافروں کی دعا کے متعلق بعض حضرات کو شبہ ہوا ہے اور انہوں نے لہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال سے استدلال بھی کیا ہے جو صحیح نہیں ہے ایک موقعہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس آیت سے نہایت غلط اور شرمناک استدلال کیا ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس وقت کسی نئی بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے مرزا کا تو ذکر ہی بے کار ہے جس شخص سے حضرت جل مجدہٗ نے عقل سلیم اور فکر صحیح ہی کو سلب کر لیا ہو اور جس کا علم ہی اس گمراہی اور ضلالت کا موجب ہو۔ اس کا شکوہ ہی فضول ہے البتہ بعض علماء نے کفار کی دعا کے متعلق جو استدلال کیا ہے اس کا حضرات محققین نے کافی جواب دے دیا ہے۔ اور صحیح چیز یہی ہے کہ دعا کفار کی بھی مسموع ہے اور بالخصوص کفار مضطر کی باقی رہا عدم قبولیت فی الآخرۃ تو وہ شئی دیگر ہے۔ ۳۔ والد کی دعا اپنی اولاد کے حق میں (علماء نے تشریح کی ہے کہ والدہ کی دعا کا بھی یہی حکم ہے) والد کی دعا خواہ اچھی ہو یا بری اولاد کے حق میں ایسی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے حق میں۔ ۴۔ امام عادل اور منصف حاکم (امام عادل) اور حاکم سے مراد مسلمان ہے اس لئے کہ کافر مسلمانوں کا امام یا حاکم نہیں ہو سکتا بلکہ کافر کو مسلمانوں پر کسی حیثیت سے بھی حق ولایت وحکومت حاصل نہیں۔ ٢ه ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ۔ ۵۔ رجل صالح اور نیک مرد کی دعا بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔ ۶۔ نیک اور مطیع فرمان بردار

لہ نہیں ہے دعا کافروں کی مگر گمراہی میں ٢ه اور ہرگز خدا نے تعالےٰ کافروں کو مومنوں پر غلبہ کا راستہ نہیں دیتا

اولاد کی دعا اپنے ماں باپ کے حق میں ۔ ۷۔ مسافروں کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اس کی غیبت میں (یعنی ایک مسلمان کو اس کی پیٹھ کے پیچھے دعا دے تو یہ دعا بھی قبول ہوتی ہے غیبت کی شاید اس لئے لگائی گئی کہ یہ دعا مخلصانہ ہوگی سامنے کی دعا میں ریا اور خوشامد کا احتمال ہو سکتا ہے ۔ ۱۰۔ ہر مسلمان کی دعا بشرطیکہ وہ ظلم یا قطع رحم کی دعا نہ کرے اور دعا کے بعد یہ بھی نہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی ۔ ۱۱۔ توبہ کرنے والے کی دعا (جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد کوئی دعا کرتا ہے تو وہ دعا قبول کرلی جاتی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ توبہ میں دیر نہیں لگاتے بلکہ صدور جرم کیساتھ فوراً ہی توبہ کر لینے کے عادی ہیں ان کی دعائیں بھی قبول ہیں ۔ ۱۲۔ جو شخص رات کو نیند سے چونک کر یہ دعا پڑھے ۔

لہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ۔ یا اسکے علاوہ کوئی اور دعا کرے تو وہ مقبول ہو جاتی ہے ۔

سوتے ہوئے آدمی کو کبھی حضرت حق جل مجدہ کی جانب سے اس لئے جگایا جاتا ہے کہ بندہ اٹھ کر کچھ عبادت کرے، اور جب اس غرض کے لئے جگایا گیا تھا اور بندہ نے وہ پوری کرلی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ عبادت قبول نہ کی جائے ۔ ۱۳۔ جو شخص ؎ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہہ کر دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے ۔

لہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی کی حکومت اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔ ہر طرح کی تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں ۔ نہیں ہے کوئی حقیقی معبود اور کمال قوت کا مالک مگر اے اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے ۔ ؎ اے صاحب بزرگی اور بخشش والے ۔

Marfat.com

۱۴۔ جب کوئی شخص تین بار یا ارحم الراحمین کہہ کر دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ (تین بار اس کلمہ کو جب کوئی مسلمان کہتا ہے تو فرشتہ اس بندہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے الرحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے مانگ کیا مانگتا ہے

۱۵۔ جب کوئی بندہ تین بار خدا سے جنت طلب کرتا ہے تو جنت حق جل مجدہٗ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے لے اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ اور جب کوئی بندہ دوزخ سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو دوزخ عرض کرتی ہے ۲ے اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ النَّارِ۔ ۱۶ حجاج کی دعا جب تک حاجی لوٹ کر اپنے گھر نہ آ جائے اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ ۱۷۔ جو مسلمان اپنی کسی حاجت کے لئے ذیل کے کلمات پڑھے گا اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی ۳ے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ یہ دعا حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام کی ہے اور نہایت مجرب ہے۔ ۱۸۔ جو شخص اذان کے بعد حسب ذیل دعا پڑھتا ہے اس کی یہ دعا قبول کر لی جاتی ہے اور قیامت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت اس کو میسر ہوگی ۴ے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۵۔ ۱۹۔ جو شخص عام مومنین و مومنات کیلئے ہر دن میں ۲۵ یا ۲۷ بار استغفار کرتا ہے وہ ان لوگوں میں داخل کر لیا جاتا ہے جن کی دعا

لے یا اللہ اسے جنت میں داخل کر دے ۲ے یا اللہ اس بندے کو آگ سے بچا لے ۳ے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں ۴ے اے اللہ اس کامل پکار کے رب اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انکو اس مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے وعدہ کیا ہے بے شک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں رکھتا ہے

مستجاب ہے اور جن کی برکت سے اہل زمین کو روزی عطا ہوتی ہے۔

اجابت دعا کے علامات

۱۔ ڈر لگنا۔ خوف معلوم ہونا قلب پر غیر معمولی ہیبت کا طاری ہونا۔

۲۔ بدن کے رونگٹوں کا کھڑا ہو جانا۔

۳۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا ٹپک جانا۔

۴۔ ہیبت طاری ہو جانے کے بعد دل میں سکون کا پیدا ہو جانا قلب میں خوشی اور مسرت کا پیدا ہو جانا۔ ظاہری میں طبیعت کا ہلکا ہونا ایسا محسوس ہونا کہ مجھ پر ایک بوجھ تھا جو اتر گیا۔

جب دعا مانگنے والے پر اس قسم کی کیفیت طاری ہو تو حضرت حق جل مجدہٗ کا شکریہ ادا کرے خدا کی حمد بیان کرے اللہ کی راہ میں صدقہ دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب کسی شخص کو اپنی دعا کی قبولیت معلوم ہو، یا کسی بیمار کو شفا حاصل ہو یا کوئی غائب اور مفقود الخبر سفر سے واپس آ جائے۔ تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ وَبِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَات۔

دعا کے متعلق ابھی اور چند گوشے بھی باقی ہیں۔ جو مزید تطویل و تفصیل کے محتاج ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ جس قدر لکھ دیا گیا ہے وہ بھی عام مسلمانوں کے لئے کافی ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء

سرکار مدینہ کی بارگاہ میں

عرض نیاز

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ فطاب طیبھن القاع والاکم نفسی الفدا لقبر انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم والصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

میرے مولا میرے آقا حضور کا ایک گنہگار امتی دور دراز کا سفر کر کے خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ اے کونین کے بادشاہ آپ کو کچھ اپنی بیکس امت کی بھی خبر ہے۔ اے نوید خلیل و مسیح جس دین کی خاطر آپ نے ہزارہا مصائب برداشت کیے۔ اپنے اور بیگانوں سے برائی اٹھائی۔ لوگوں کی گالیاں سنیں۔ پتھر کھائے زخم اٹھائے۔ راتوں کی نیند اور دن کی بھوک کھوئی۔ جس دن کے لیے آپ جلا وطن کئے گئے۔ آپ کو اور آپ کے اہل وعیال کو بے خانماں کیا گیا وہ آپ کا دین اور اس کے نام لیوا دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ مسلمان ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج

لہ اے سب سے بہترین ذات جن کی ہڈیاں بے آب وگیا میدان میں مدفون ہیں پس ان ہڈیوں کی پاکیزگی کی وجہ سے میدان اور ٹیلے بھی پاکیزہ ہو گئے ہیں میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ فروکش ہیں وہ قبر پاک دامنی اور سخاوت اور کرم سے معمور ہے اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے پیارے حبیب۔

Marfat.com

ہیں۔ زمین اپنی وسعت و پہنائی کے باوجود ان پر تنگ ہے یورپ، ایشیاء، اور افریقہ کے کسی کونے میں بھی ان کے رہنے کو جگہ نہیں ہے دنیا کے کافروں نے تیری بیکس اور مظلوم امت کے لئے ایکا کر لیا ہے۔ بت پرستوں نے قسم کھائی ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو دنیا سے مٹا کر چھوڑیں گے۔ صلیب پرستوں نے عہد کیا ہے کہ وہ عالم سے تیری پھیلائی ہوئی توحید کو مٹا دیں گے۔ اے دین و دنیا کے مالک تجھے کچھ خبر بھی ہے۔ جس درخت کو تو نے، اور تیرے صحابہؓ نے اپنے خون سے سرسبز کیا تھا دشمن اس کو جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مسجدوں کو بت خانہ بنانے کی کوشش جاری ہے اور اذان و امامت کے میناروں پر گھنٹے اور ناقوس بجانے کی فکر ہے جن ممالک کو تیرے نام لینے والے نے اپنا خون بہا کر فتح کیا تھا، جس زمین پر پرستاران توحید کی برسوں اذانیں گونجی تھیں۔ آج وہ غیروں کے قبضہ میں ہے آج وہاں شرک و کفر کی علی الاعلان اشاعت ہو رہی ہے۔ ؎ اغثنی یا رسول اللہ ہم بے کس ہیں لاچار ہیں دنیا کے اتنے بڑے رقبہ میں ہماری حالت وہی ہے جو تیرے نواسے مسلم بن عقیلؓ کی کوفہ میں تھی۔ ہم بیکسوں کا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار نہ ہمارا کوئی حمایتی ہے۔ نہ غمگسار یا رسول اللہ ہم اپنا درد کسے سنائیں۔ اپنی فریاد کہاں لے جائیں اے تاجدار مدینہ جن زمینوں کو ہم نے غلامی سے آزاد کرایا تھا۔ آج ہم خود وہاں غلام ہیں۔ آپ پر آپ کے قرآن پر آپ کے خدا پر شب و روز علی الاعلان طعن و تشنیع کیے جاتے ہیں۔ پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں۔ خود آپ کے نام لیوا آپ کے دین کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں مسلمانوں کے پاس نہ حکومت ہے نہ صنعت نہ تجارت نہ امارت ــــــــ

ــــــــــــــــ

؎ فریاد رسی کیجئے یا رسول اللہ۔

Marfat.com

اور نہ باہمی اخوت یورپ سے نکالے گئے۔ افریقہ سے بے دخل کیئے گئے عراق و فلسطین جا چکے۔ ہندوستان چھن گیا۔

اب اے میرے مولا! خاکم بدہن دشمن کی نظریں آپ کی خوابگاہ پر پڑ رہی ہیں۔ اعدا کا اثر حجاز پر پہونچ چکا ہے۔ ریگستان کے بدو آہستہ آہستہ یورپین تہذیب پر قربان ہو رہے ہیں۔ حجاز مقدس کی حدود اور اس کی چار دیواری تک دشمنوں کی توپیں پہونچ چکی ہیں۔ حضور والا اگر یہی لیل و نہار ہے اور سرکار کی شان استغنا اسی طرح قائم ہے۔ تو آخر کیا ہوگا۔ یہ مسلم کہ ہم گنہگار ہیں۔ یہ مانا کہ ہم نالائق ہیں۔ یہ تسلیم کہ ہم میں نہ صدیق رضؓ کا سا علم ہے اور نہ فاروق رضؓ جیسی شوکت اور نہ عثمان رضؓ جیسی سخاوت ہے اور نہ علیؓ و خالد کی سی شجاعت ابوہریرہ رضؓ اور ابوذر رضؓ جیسا عمل بھی نہیں۔ بلالی محبت بھی مفقود ہو چکی ہے۔ اب تک جو کچھ ہوا وہ ہماری ہی غفلت کا نتیجہ تھا۔ جو دین ہم حجاز سے لے کر نکلے تھے اس کی حفاظت ہم سے نہ ہو سکی۔ ہم تیرے دین کو نذر برہمن کر بیٹھے۔ تیرہ سو برس پہلے کی کمائی ہماری ہی نالائقی سے لٹ گئی یہ سب کچھ ہم نے کیا، اور ہمیں اپنی غلطی کا اعتراف ہے۔ ہمارے سردار ہم قصوروار خطاوار ہیں۔ یہ سب کچھ ہے لیکن آخر تیرے دین کے نام لیوا ہیں۔ ہمیں غیروں کے سامنے رسوا نہ کر دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔

اے ہمارے آقا ہماری ذلت کی انتہا ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ ہم کو ذلیل نہ ہونے دے۔ کفار ہم پر ہنستے ہیں۔ طعنے دیتے ہیں۔ ہماری اولاد ہمارے ایمان کے درپے ہیں۔

اے سردارِ دوجہاں! اے پیشوائے کون ومکان! آخر یہ بے نیازی کب تک کس چیز کا انتظار ہے، کس وقت کے منتظر ہیں کون سی بات باقی ہے۔ منزل کا آخری دور ہے۔

اٹھئے خدا کے لئے اٹھئے اپنی امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیجئے۔ میرے آقا اٹھئے فاطمہؓ کا واسطہ اٹھئے اور ایک دفعہ نگاہ رحمت سے اپنی امت کے گنہگاروں کو دیکھ لیجئے۔ اٹھئے شہیدانِ کربلا کا واسطہ اٹھئے اور اپنی بزدل امت کو پھر ایک دفعہ دین پر مٹنے کی تعلیم دے دیجئے۔ آپ کی امت سخت اضطراب و بے چینی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ خیر کی گنجائش نہیں ہے حضور والا اگر کچھ عرصہ خبر نہ لی گئی تو دنیا میں مسلم قوم کا خاتمہ ہو جائیگا توحید الٰہی کے بجائے صرف کفر و شرک ہی کی حکومت ہوگی۔ اس لئے اٹھئے اور ہم بدنصیبوں کو ایک دفعہ دیکھ لیجئے۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ کی نگاہ میں سب کچھ ہے اگر آپ نے ہماری درخواست قبول کر لی تو اس مرجھائے ہوئے درخت میں دوبارہ بہار آ جائے گی۔ آپ کی ایک نگاہ کرم میں گنہگاروں کا بیڑا پار ہوتا ہے۔ اس لئے اٹھئے خدا کے پیارے اٹھئے اور فقیروں کی جھولیاں بھر دیجئے۔ عاشق دامن پھیلائے کھڑے ہیں۔ انھیں مایوس نہ کیجئے۔ بہت سی سعید جانیں آپ پر سے قربان ہونے کو تڑپ رہی ہیں۔ اور بہت سی سعادت مند روحیں یہی قربانی کا تحفہ اپنے دامن میں لئے ہوئے باب السلام پر آپ کی منتظر ہیں بہت سے مشتاق باب رحمت اور باب جبرائیل پر اپنے دل مٹھیوں میں لئے بیٹھے ہیں۔ اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں ہندوستان

Marfat.com

کے بدنصیب مسلمان آہ بدقسمت، اور دور افتادہ مسلمانوں نے اپنی آنکھوں کا فرش بچھا رکھا ہے۔ اس لئے اٹھیے، بلال حبشی کا صدقہ اٹھئے اور لوٹے ہوئے دلوں کی روتی ہوئی... آنکھوں کی تڑپتی ہوئی روحوں کی لاج رکھ لیجے

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ میں (جب کہ دوسرے دن رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا تھا) جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا۔ جس میں رمضان کے فضائل اور روزے کی فضیلت پر مفصل بحث فرمائی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو پورے طریقے سے رمضان شریف کے استقبال پر آمادہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ے ایھا الناس قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارک فیہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر جعل اللہ تعالیٰ صیام فریضۃ وقیام لیلۃ تطوعا من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ وھو شھر المواساۃ وھو شھر یزاد فیہ رزق المؤمن من فطر فیہ صائما کان لہ عتق رقبۃ ومغفرۃ لذنوبہ۔

ے قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا یجد ما یفطر بہ الصائم قال یعطی اللہ ھذا الثواب من یفطر صائما علی مذقۃ لبن او شربۃ ماء او تمرۃ ومن اشبع صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وسقاہ ربہ من

Marfat.com

حوضی شربة لا يظمأ بعدها ابدا وكان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجره شئ وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق من النار ومن خفف عن مملوكه فيه اعتقه الله من النار فاستكثروا فيه من اربع خصال خصلتين ترضون بها ربكم وخصلتين لا غنى لكم عنهما اما الخصلتان ترضون بهما ربكم شهادة ان لا اله الا الله وتستغفرونه واما الخصلتان اللتان لا غنى لكم عنهما تسئلون ربكم الجنة وتعوذون به من النار.

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام وعظ کا خلاصہ یہ ہے

اے لوگو! خدا کا ایک بزرگ اور مبارک مہینہ جو گوناگوں خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ایسی مرتبہ والی ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے۔

اے لوگو! ایک بابرکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ رات کا قیام مستحب ہے اس مہینہ کے فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ باہمی سلوک اور غم خواری کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جس نے کسی روزدار کا روزہ کھلوا دیا تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ روزہ کھلوانے والے کو روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ہوتا ہے اور روزہ کھولنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔

لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب تو اتنی مقدرت نہیں رکھتے کہ کسی روزے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں ارشاد فرمایا صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ کھلوا دینا۔ بھی کافی ہے اس مہینہ کے اول دس دن رحمت کے ہیں اور دوسرا حصہ مغفرت

کا ہے اور تیسرا حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اس مہینہ میں چار کام بہت ضروری ہیں دو تو ایسے ہیں جن سے تمہارا پروردگار راضی ہو جاتا ہے اور دو ایسے ہیں جن کے بدون تم کو چارہ نہیں ان چار میں سے ایک تو کلمہ شہادت ہے اور دوسرے استغفار کی کثرت ہے یہ دونوں باتیں خدا کو بہت پسند ہیں۔ تیسرے جنت کا طلب کرنا۔ اور دوزخ سے پناہ مانگنا۔ یہ دونوں باتیں تمہارے لئے سخت ضروری ہیں۔ روزے دار کو قیامت میں میرے حوض سے پانی پلایا جائے گا۔ پھر اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کر دیئے ہیں۔ لیکن رات کا جاگنا اور عبادت کرنا بجائے فرض کے مستحب رکھا ہے۔ لیکن اس مہینہ کا مستحب بھی ثواب میں دوسرے مہینوں کے فرض ہی کے مانند ہے اور اس مہینے کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ثواب کے مثل ہے۔ یہ مہینہ صبر اور ضبط نفس کا مہینہ ہے صبر کا بدلہ تو جنت ہی ہے اس مہینے میں خاص طور پر باہمی رواداری اور ایک دوسرے کی غم خواری کرنی چاہیئے۔ اس مہینے میں مسلمانوں کے رزق میں زیادتی کر دی جاتی ہے اگر کوئی شخص اپنے بھائی کا روزہ کھلوا دے تو اس کو ایک غلام آزاد کرانے کا ثواب ملتا ہے اور تمام گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اگر کسی نے روزہ کھلوا کر کھانا بھی کھلا دیا تو نہ صرف تمام گناہوں کی مغفرت بلکہ قیامت میں میرے حوض سے پانی کی سیرابی کا وعدہ بھی، اور حوض کوثر کا پانی جس نے ایک دفعہ قیامت میں پی لیا تو اس کو کبھی بھی پیاس کی تکلیف نہ دی جائے گی۔ اور اس

Marfat.com

کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ یعنی روزہ کھولنے والے کا ثواب بدون کم ہوئے روزہ کھلوانے والے کو ایک اور روزہ کا ثواب مل جائے گا اس مہینے کے پہلے دس دن میں رحمت اور دوسرے دس دن میں مغفرت اور تیسری دہائی میں دوزخ سے آزادی دیجاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں اپنے ماتحتوں سے کام لینے میں نرمی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے آقا کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اے لوگو! چار باتوں کا اس مہینے میں بہت خیال رکھا کرو۔ دو باتیں تو وہ ہیں جن کے باعث تم اپنے رب کو راضی کر لوگے اور دو باتیں ایسی ہیں جو تم کو ضروری ہی کرنی چاہیئے۔ جن کے بغیر تم کو چارہ نہیں۔

پہلی دو باتیں جن سے خدائے تعالیٰ کو راضی کر سکو گے ان میں ایک تو استغفار ہے اور دوسری کلمہ توحید کی شہادت ہے۔ اور جو دو باتیں تمہارے لئے ضروری ہیں وہ خدا سے جنت طلب کرنا۔ اور دوزخ سے پناہ مانگنا۔ جب تک یہ دو باتیں حاصل نہ ہو جائیں ایک مسلمان کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔

۱۴ر مارچ ۱۹۲۵ء

رحمۃ للعالمین ﷺ

تاریخ میں ایک زمانہ ایسا بھی گزر چکا ہے۔ جب وحشت و بربریت کی تاریکیاں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں اور انسانیت اور آدمیت کا نام سے

Marfat.com

دنیا سے مفقود ہو گیا تھا روم اور ایران و یونان اور مصر و ہندوستان اور چین یکساں طور پر کفر کی ضلالت میں گھرے ہوئے تھے روم اور یونان کا فلسفہ خاک میں مل چکا تھا۔ ایران اور مصر کا تمدن تباہ ہو چکا تھا۔ ہندوستان کی تہذیب ایک قصۂ پارینہ بن چکی تھی۔ لوگ اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے تھے مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو مسخ کر دیا تھا۔ یہودیوں نے پروردگار عالم کو چھوڑ کر دیوتاؤں کی پرستش شروع کر دی تھی، زرتشتیوں نے ایک خدا کے دو خدا بنا لئے تھے۔ غرض تمام روئے زمین پر کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہ تھی۔ جہاں خدائے وحدہٗ کی عبادت کرنے والے موجود ہوں۔ ہر طرف فساد پھیلا ہوا تھا ہر طرف جنگ و جدل کا بازار گرم تھا۔ دنیا امن سے محروم ہو گئی تھی۔ طاقت وروں نے کمزوروں کو دبا لیا تھا۔ انسانوں کی آبادیاں آقاؤں اور غلاموں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔ زندگی کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا کس تباہ کن انجام کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ بالخصوص ملک عرب کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔ دنیا کی کوئی بداخلاقی ایسی نہ تھی جو عرب میں موجود نہ ہو۔ وہ تمام برائیاں جو دوسرے ممالک میں فرداً فرداً پائی جاتی تھیں۔ عرب میں ایک جگہ جمع ہو گئی تھیں۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا، سوتیلی ماؤں کے ساتھ نکاح کر لینا حسد و انتقام کی آگ کو سالہا سال تک مشتعل رکھنا اور ذرا ذرا سی باتوں پر خونریز جنگوں کا بہانہ بنا لینا گویا ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا۔ اس اعتبار سے اگر ہم عرب کو اس زمانہ کا تاریک ترین خطہ کہیں تو غلط نہ ہو گا۔

Marfat.com

جن مورخین نے اس عہد کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و علل پر فلسفیانہ نظر ڈالی ہے۔ ان کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اس وقت کی حالت کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور نہیں کرسکتا تھا کہ قدرت اس عالمگیر تاریکی کو روشنی سے بدلنے کے لئے جو مصلح اعظم پیدا کرے گی اس کا مولد عرب جیسے ناقابل اصلاح ملک میں تجویز کیا جائے گا۔ لیکن قدرت کی مصلحتیں ہمیشہ انسانی عقل سے بالاتر رہی ہیں فلسفہ کی رسائی محدود ہے۔ اس لئے یکایک دنیا کے سامنے ایک ایسا غیر متوقع اور حیرت انگیز واقعہ پیش آیا ہے جس نے آج تک مورخین عالم کو انگشت بدنداں بنادیا ہے۔ جہالت و حیوانیت کی تاریکیاں، جب اپنے انتہائی نقطہ پر پہونچ گئیں تو دوشنبہ کے روز ۱۲ ربیع الاول مکہ مکرمہ میں اس آفتاب رسالت کا طلوع ہوا جو تمام دنیا کے لئے شمع ہدایت بن کر آیا تھا۔ اور جس نے مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک تمام روئے زمین کو اپنے لمعات و انوار سے منور کردیا۔ یہ وہی نبی برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا جس کی شہادتیں توریت اور انجیل میں موجود تھیں۔ جس کا وعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ جس کی دعا حضرت خلیل نے مانگی تھی۔ اور جس کی خوش خبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سنائی گئی تھی۔ دنیا جانتی ہے کہ جس وقت حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود دنیا میں ہوا۔ اسی وقت سے زمانہ نے کروٹ بدلنا شروع کردی اور چند سال کی مدت میں ارتقا کی وہ منزلیں طے کرلی گئیں۔ جن کے لئے فلسفیوں نے صدیاں مقرر کی تھیں۔!!

دنیا کی مشکلات میں سے کوئی مشکل ایسی نہ تھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سد راہ نہ ہوئی ہو۔ کفار مکہ نے اپنی وحشت و جہالت کا پوری طرح مظاہرہ کیا اور ایذا رسانی کی جسقدر صورتیں ممکن تھیں وہ سب اختیار کیں مسلمانوں کو طرح طرح سے ستایا گیا۔ سرور کائنات کے ساتھ گستاخیاں اور بدسلوکیاں کی گئیں لیکن اس کے جواب میں صبر و استقلال، اور عفو و تحمل سے کام لیا گیا، اس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمن کو دعائیں دیں۔ اپنے مخالفوں کے ساتھ ہمدردی کی اور اپنے حملہ آوروں کو سینہ سے لگایا اس طرح ان کے قلب جو پتھر کی مانند سخت تھے۔ موم کی طرح نرم ہو گئے۔

وہی جماعتیں جو پہلے خون کی پیاسی تھیں اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہو گئیں اور وہی صحابہ جو پہلے جان کے خواہاں تھے اپنی جان چھڑکنے لگے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ عرب قوم کا کیرکٹر بالکل بدل گیا ان کی کینہ پروری کا جذبہ انتقام ان کی آتش حسد اور ان کی جملہ صفات بہیمیہ کی اصلاح دنیا کے مصلح اعظم نے اس طرح کردی گویا وہ ان میں موجود نہ تھیں اور اس طرح جب دنیا کی سب سے زیادہ گمراہ اور سب سے زیادہ تر کی خیال قوم اصلاح کے بعد ایک خداپرست مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ قوم بن گئی تو اس کے ذریعہ دنیا کے چپہ چپہ میں خدائے واحد کے دین برحق کی اشاعت و تبلیغ کا کام انجام دیا۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی ہو۔ اور جس کے متعلق اپنے اقوال و افعال سے ایک ایسا ذخیرہ نہ چھوڑا ہو جو بنی انسانی کی دائمی رہنمائی کے لئے کافی و وافی ہو

Marfat.com

سکتا ہو۔ آپ کی حیات طیبہ اپنے اندر ایک بادشاہ کے لئے ایک حاکم کے لئے ایک جنرل کے لئے۔ ایک فاتح کے لئے، ایک غریب کے لئے۔ ایک امیر کے لئے ایک مقنن کے لئے۔ ایک شوہر کے لئے ایک دوست کے لئے ایک مخالف کے لئے غرض ہر حیثیت کے لئے اور ہر مرتبہ کے انسان کے لئے یکساں ہدایت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہر ایک ملک اور شہر کا باشندہ ہر زمانہ اور ہر عہد میں سیرت مبارکہ سے روشنی حاصل کر کے اپنی دینی اور دنیاوی نجات کے لئے سامان مہیا کر سکتا ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں غریبوں، یتیموں، بیواؤں بیکسوں اور لاوارثوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے متعصب مخالفین سے بھی ہمیشہ خراج تحسین وصول کرتا رہے گا۔ یورپ کے مورخین جب ان واقعات کو قلم بند کرتے ہیں۔ جن میں حضور انور نے کسی بیوہ کی امداد کی ہے۔ یا کسی یتیم کو سہارا دیا ہے، یا کسی حاجت مند کی حاجت روائی کی ہے تو ان کی تحریریں خود بخود ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ حقیقت میں قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ اللعالمین کا خطاب بالکل صحیح دیا ہے۔ آپ بے شک رحمت مجسم تھے آپ کا قلب بے انتہا رقیق تھا آپ کی رحمتیں عام تھیں آپ کے احسانات بیشمار تھے، آپ کی سیرت مبارکہ پڑھ پڑھ کر آج بھی ہزاروں لاکھوں غیر مسلموں کے قلوب اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے ہیں آپ کی رحمتیں صرف افراد تک ہی محدود نہ تھیں آپ کے احسانات سے قوموں کی گردنیں بھی جھکی ہوئی ہیں اور تا دنیا جھکی رہیں گی۔ قیصر و کسریٰ کی شہنشاہیت کو فنا کرنے والا سوائے آپ کے اور کون تھا غلاموں

Marfat.com

کو غلامی سے نجات دلاکر آزادی کی زندگی کا مزہ سوائے آپ کے اور کس نے چکھایا۔ جس وقت ایشیا سویا ہوا تھا۔ جس وقت افریقہ اور یورپ میں وحشت اور بربریت کا دور دورہ تھا۔ اس وقت فاران کی چوٹی سے آپ نے وہ صدا بلند کی جو تمام دنیا کے لئے پیغام حریت ثابت ہوئی۔ جن لوگوں نے یورپ کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر اسلام کی تعلیمات افریقہ اور امریکہ سے ہوتی ہوئی اسپین اور اٹلی میں نہ پہنچتیں اور مسیحی دنیا کو خرمن اسلام سے خوشہ چینی کا موقع نہ ملتا تو آج یورپ کے باشندے افریقہ کے وحشیوں سے زیادہ وحشی اور ہندوستان کے گونڈوں اور بھیلوں سے زیادہ غیر متمدن نظر آتے۔ تاریخ نے بتادیا ہے کہ دنیا میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے اگر کوئی طریقہ ممکن ہے تو صرف یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ اسلام بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت ہے مسلمانوں نے جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات پر عمل کیا تمام عالم میں ان کا ڈنکا بجتا رہا۔ اور اگر وہ آج بھی اپنے ہادی برحق کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعلِ ہدایت بنالیں تو دین حق اور دنیا دونوں میں ان کی نجات یقینی ہے۔

۹ اگست ۱۹۳۰ء

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ہر کمال اپنے ظہور کے لئے اور ہر خوبی اپنی شہرت کے لئے اور ہر وصف اپنی نمائش کے لئے بے چین اور مضطرب ہے گویا یہ کلیہ بالکل صحیح ہے کہ ہر صفت کمال کا ذاتی اقتضا ظہور ہے گانے والے کا گلا اور ناچنے والے کے پاؤں کا اضطراب و اضطرار تو ضرب المثل ہے۔ لیکن حسن کی پردہ دری سے بھی دنیا واقف نہیں ہے اگرچہ عشاق نے اس کا مطلب غلط سمجھا اور حسن کو راز داری کے انکشاف کا طعنہ دے بیٹھے۔ حالانکہ حسن جیسی لطیف صفت کی جانب اس قسم کا غلط الزام بالکل بے بنیاد اور صریح بہتان ہے حسن کا ذاتی اقتضا تو اپنے ہی نقاب کا چاک کرنا تھا۔ لوگ یہ سمجھے کہ ہماری پردہ دری ہوگئی۔ عشق کے چھپانے والوں نے اپنی کم ظرفی حسن کے ذمہ لگا دی۔ اگرچہ بھید کے چھپانے کا صحیح طریقہ تو وہ تھا جو عربی کے ایک شاعر نے کہا تھا

اذا لم یجد صبرا لکتمان سر کا

فلیس لہ شیء سوی الموت ینفع

ان کم ظرفوں سے بھید بھی نہ چھپایا گیا۔ اور مرتے ہوئے بھی موت آئی تو اپنی بلا حسن کے سر تھوپ دی۔ حسن اپنی شہرت چاہتا ہے، اسے اس سے بحث نہیں کہ اس کا اثر ایک گمنام عاشق پر کیا ہوگا۔ وہ عاشق کی رسوائی سے

لہ جب کوئی عاشق اپنے بھید کو چھپانے پر قادر نہ ہو تو پھر اس کا علاج سوائے موت کے کچھ نہیں

مستغنی ہے اس ایک چیز پر دوسرے کمالات اوصاف کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے باکمال انسانوں سے گذر کر حیوانات بھی اس کلیہ میں شامل ہیں۔ بلبل کی ترنم ریزی اور پپیہے کی نغمہ سنجی بھی اسی کلی کے افراد ہیں اگرچہ بصیرت افروز نگاہیں اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ عالم امکان کے بسنے والوں کا ہر کمال فانی ہے کوئی کتنا ہی بڑا صاحب کمال کیوں نہ ہو، لیکن اس کا کمال فنا کے عیب سے پاک نہیں ہے پھر اگر عیب آلود کمال بھی اپنے ظہور کے لئے مضطرب اور بے چین ہے اور چھپائے نہیں چھپ سکتا۔ تو حضرت حق جل وعلا شانہ جو جملہ کمالات کے منبع اور تمام خوبیوں کے مرجع ہیں۔ جن کے اوصاف ازل سے ابد تک رہنے والے ہیں اور جن کی صفات کمالیہ تعداد و لا یحصیٰ ہیں وہ کیونکر خاموش رہ سکتے تھے۔ دنیا میں اب تک جو کچھ ہوا اور آیندہ جو کچھ ہوگا وہ انہی کی صفات کا اقتضا دا اور اس اقتضا کا ظہور ہے۔ چونکہ یہ اقتضا مشیت اور ارادہ کے تحت میں تھا۔ اس لئے اضطرار کے نقص سے مبرا و منزہ تھا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اب تک ایک نظم اور حکیم مطلق کی صفات ارادی کے ماتحت ہوا اور آئندہ بھی جب تک چاہے گا ہوتا رہے گا۔ اس صفت خالقیت نے ہزارہا قسم کی مخلوق پیدا کی لیکن ان سب میں انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب دیا گیا۔ چونکہ انسان بشمار کمالات کا آئینہ اور ملکات متضادہ اور صفات متقابلہ کا مجموعہ تھا۔ اس کو خلقت بیدی[1] کے مبارک خطاب سے نوازا گیا۔ ملائکہ صرف نور سے پیدا کئے گئے تھے، اور فقط لطف و کرم کے مظہر تھے۔ اسی طرح جنات میں ناریت کا عنصر غالب تھا۔ اور وہ صفت

---

[1] میں نے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے

واستکبار کے متضاد مظہر تھے۔ لیکن انسان جس طرح عناصر متضادہ سے ترکیب دیا گیا تھا۔ اسی طرح اس کی ترکیب میں بھی ملکات متقابلہ ودیعت کئے گئے تھے۔ ایک طرف تواضع اور اطاعت کا ظہور اس سے ممکن تھا اور دوسری طرف ابا و انکار سرکشی اور نافرمانی کی طاقت بھی عطا کی گئی تھی۔ نیکی اور گناہ کی دو نوں قوتیں اس کی سرشت میں رکھی گئی تھیں۔ اسی وجہ سے تمام مخلوق میں امتیازی شان کے ساتھ اوامر و نواہی کا مکلف بھی قرار دیا گیا ہے۔ جملہ کائنات کو اس کے لئے مسخر اور مطیع کیا گیا۔ اور قدرت نے اس کو اپنے لئے چن لیا۔ ازل میں الستُ بربکم[1] کے خطاب سے مخاطب فرما کر بلیٰ کا وعدہ لیا گیا۔ حضرت حق جل شانہ کے الطاف وکرم نے اپنے بندوں کے اس حق کو تسلیم کر لیا کہ ہم اس وعدہ کی یاددہانی بھی کرائیں گے۔ لیکن اگر ہمارے رسول تم تک پہونچ کر تم کو یہ وعدہ یاد دلائیں اور تم کو ہماری ہدایت کا جانفزا پیام پہونچا دیا جائے تو تم ان نبیوں کا خیر مقدم کرنا اور میری ہدایت کو قبول کر لینا۔ لیکن اگر تم نے ہماری ہدایت کو قبول نہ کیا اور ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو تم ابدی عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ اور قیامت میں تمہارا کوئی عذر بھی مسموع اور مقبول نہ ہوگا۔ یٰبنی آدم[2] اما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدی فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون۔ قدرت کے اس اعلان نے انسان کو ہر قسم کا ذمہ دار بنا دیا۔ اگر ایک طرف اس کے سر پر ولقد کرمنا بنی آدم (ہم نے بنی آدم کو معزز بنایا) کا تاج رکھا گیا تھا۔ اور ملائکہ مقربین کے سجدے سے شرافت

---

[1] کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ [2] اے اولاد آدم اگر تم کو میری ہدایت پہنچے تو یاد رکھو) جو میری ہدایت کی پیروی ... کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہوگا۔ اور جو

و شرافت و عزت سے نوازا گیا تھا۔ تو اسی کے ساتھ اس امانت الٰہی کا سب سے بڑا ذمہ دار بھی مقرر کیا گیا اور نہایت ہی صاف طریقے سے کہہ دیا گیا کہ اولاد آدم دنیا میں جا کر اس وعدہ کو فراموش نہ کر دینا یہ تمام شرافتیں اسی وقت تک ہیں جب تک تمہاری جانب سے پوری وفاداری کا اظہار ہوتا رہے ورنہ یہ تمام نعمتیں سلب کر لی جائیں گی اور بجائے حسن التقویم کے اسفل السافلین کے گڑھے میں پھینک دیئے جاؤ گے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت

ایک طرف قدرت اپنے کمال خالقیت کے ساتھ اشرف المخلوقات سے یہ عہد و پیما کر رہی ہے اور دوسری طرف اپنے وعدہ کی تکمیل کے لئے اسی مخلوقات میں سے کچھ ہستیوں کو نامزد فرما رہی تھی۔ جن کو آئندہ رشد و ہدایت کی خدمت تفویض کی جانے والی تھی۔ ان برگزیدہ ہستیوں میں قدرت کی نظر انتخاب نے جس کو سب سے پہلے چنا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی اور آپ کا نور تھا۔ اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد ۔

صبح ازل میں سب سے پہلے یہی نور جلوہ گر ہوا۔ اور جب آدم صفی اللہ سے لے کر عیسیٰ روح اللہ تک تمام انبیاء کی فہرست مرتب ہو چکی تو اس اول خلق اور عالم کون مکان کی سب سے مکمل تصویر کو باعتبار وجود ظہور آخری نمبر پر رکھا

لوگ میری آیات کا کفر کریں گے اور جھٹلائیں گے تو ان کو آگ کا عذاب ہوگا۔ اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

Marfat.com

گیا۔ واقف کارانِ قدرت اور رازدانِ حقیقت اس نکتہ کو سمجھ گئے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ یہ سب سے پیچھے آنے والا ہی سب کا مکمل اور سب کا سردار ہے۔ اور آخر ایک دن دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ جو کام جملہ انبیاء کی سعی اور کوشش سے ناتمام رہا ہو وہ اس اکیلے نے نہ صرف تکمیل کو پہنچا دیا بلکہ الیوم اکملت لکم دینکم (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا) کا تمغہ بھی حاصل کر لیا ظاہر بین نگاہوں کو آخری ایک دن اپنی غلطی کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔ اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ عالم وجود میں اول خلق کا سب سے پیچھے تشریف لانا اس کی عزت اور کمال محبوبیت پر موقوف تھا۔ خدانخواستہ اس تاخیر سے تنقیص مثبت مقصود نہ تھی۔

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ از رہ دور آمدۂ

تاخیر کے مزید وجوہ

عالم انسان روحانی امراض میں مبتلا تھا ہر قسم کی بیماریوں نے ان کا احاطہ کر لیا تھا عالم میثاق کے عہد و پیمان کو یہ بدنصیب فراموش کر چکے تھے روحانی مصلحین یکے بعد دیگرے علاج کے لئے آتے رہے۔ لیکن مریض کسی طرح سنبھلنے میں نہیں آیا برسوں کی محنت میں کسی نے ایک اور کسی نے دو کسی نے دس اور بیس یا سینکڑوں کے غسل صحت کا شرف حاصل کیا۔ اور سب کو جانے دو سب سے بڑے پیغمبر کلیم کی دوا سے جن کو آرام ہوا تھا ان کی بھی یہ حالت تھی کہ دریا کے پار ہوتے ہی بد پرہیزی کے لئے تیار ہو گئے اعادہ مرض کا ظہور ان الفاظ میں ہوا۔

Marfat.com

اجعل لنا الٰھا کما لھم الھتا (ہم کو ایسے ہی معبود بنا دو
جیسے اس قوم کے معبود ہیں۔) کلیم اللہ ان کو اچھا بھلا چھوڑ کر طور پر جاتے ہیں طور
کی واپسی میں معمولی تاخیر ہو جاتی ہے اور بہت ہی قلیل عرصہ میں مریض کو دورہ
پڑ جاتا ہے۔ اور ایک بدنصیب ساحر کھڑے ہو کر تمام امت کو گمراہ کر دیتا ہے
واتخذ قوم موسیٰ من بعدہٖ من حلیھم عجلا جسدا لہ خوار (موسیٰ کی قوم
نے اس کے بعد ایک گائے کے بنائے ہوئے بچھڑے کو معبود بنا لیا۔) جب کلیم اللہ
نے مریضوں کی یہ حالت دیکھی تو اس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے مریضوں کا
اندازہ بھی بآسانی ہو سکتا ہے اور جب کسی مریض کے علاج سے اطباء عاجز
آ جائیں تو سب کے آخر میں سب سے بڑے طبیب کو بلایا جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ
قدرت کی گوناگون مصالح نے اس طبیب حاذق کو سب کے بعد مبعوث کیا
جس نے تیئس ۲۳ سال کی قلیل مدت میں نہ صرف مریضوں کو صحیح اور تندرست
کر دیا۔ بلکہ ہر مریض میں دوسرے بیماروں کو چنگا اور اچھا کرنے کی صلاحیت بھی
پیدا کر دی اور ایک ایسے دارالشفاء کی بنیاد قائم کی جو قیامت تک کے لئے
بیماروں کا کفیل و ضامن ہو گیا۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد
بنی نوع انسان نے دنیا میں آ کر ان عہود و مواثیق کو فراموش کر دیا۔ جو عالم
میں قسمیں کھا کھا کر موکد و موثق کئے تھے خدا تعالیٰ کی عام دعوت واللہ یدعوا
الیٰ دار السلام سے ایسی بیزاری کا اظہار کیا۔ گویا اس دعوت سے ان کا
کوئی تعلق ہی نہیں ہے لیکن اس بیزاری کے باوجود قدرت نے بخل نہیں کیا

لہ اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے

Marfat.com

یکے بعد دیگرے پیغمبروں کی معرفت ان کو دعوت کے مسلسل پیام بھیجے جاتے رہے ان بدبختوں نے جماعت داعیین کے ساتھ سخت برتاؤ کیا۔ بلانے والوں کو پتھر مارے گالیاں دیں، اور ان بیچاروں کے ساتھ نہایت ذلیل سلوک کیا آخر خاندان کے سب سے بڑے کو بھیجا گیا۔ اور یہ کہہ کر بھیجا گیا کہ اگر ان کی دعوت پر بھی کوئی نہیں آیا۔ تو اب مزید انتظار کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور آئندہ کوئی نہیں آئے گا۔ کیونکہ اب ان سے بڑا کوئی نہیں ہے ان کا سب سے پیچھے آنا، ان کے بڑے ہونے کی دلیل ہے۔ بس حضرت محمد رسول اللہ کی آخری بعثت آپ کی شان مرتبت کی دلیل ہے۔ جن سے ان تمام امور کی تکمیل کا ظہور مقصود تھا۔ جو امور دوسروں سے پورے نہ ہو سکے۔ حالانکہ وہ بھی اولی العزم مرسل تھے۔ سینکڑوں برس کی عمریں ان کو عنایت کی گئی تھیں۔ باوجود ان تمام ساز و سامان کے بھی وہ اس منشا کو پورا نہ کر سکے۔ جو سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس ۲۳ سال کی تھوڑی سی مدت میں نہ صرف پورا کر دیا بلکہ دین حنیف کو ایسی بنیادوں پر قائم کر دیا۔ جو بندوں کی رہنمائی کے لئے قیامت تک کافی ہیں۔

بھلا جو ابتدائے آفرینش میں نبوت کے تاج کا شرف حاصل کر چکا ہو اور خلق آدم سے پیشتر ہی رسالت کے مبارک لقب سے ملقب کر دیا گیا ہو۔ ان کے متعلق یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ اس کی بعثت کو موخر کرنا کسی خاص مصلحت کے ماتحت نہ تھا اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقت کی ابتداء اور ظہور کی انتہا تمام انبیاء کی صیانت وحفاظت کے یہی دو گوشے ذمہ دار تھے۔ گویا جملہ انبیاء

Marfat.com

ومرسلین رحمۃ للعٰلمین ہی کے دامن تربیت کے خوشہ چین تھے، اگر آپ سب سے آخر میں تشریف نہ لاتے تو ان کمالات ظہور ہی ناممکن تھا۔ جو بعثت کی تاخیر میں نمایاں ہوئے۔ تمام انبیاء کے تکمیل کنندہ کا فرض یہی تھا کہ وہ سب کے پیچھے تشریف لاکر اس کی تمام کمی کو پورا کر دے جس کے پورا کرنے کی ضرورت تھی کتب احادیث اس مفہوم پر نہایت صاف طریقے سے شرح ہے جس میں آپ نے اپنی اور انبیاء سابقین کی ایک مثال ان الفاظ میں بیان کی ہے۔[1] ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ انا خاتم النبیین۔

جب تک کسی مکان میں ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے، وہ کامل مکان نہیں ہے دیکھنے والوں کی نگاہیں برابر اس خالی جگہ پر پڑتی ہیں اور وہ اس نقص کا باعث دریافت کرتی ہیں کہ آخر یہ مکان پایۂ تکمیل کو کیوں نہیں پہنچایا جاتا۔ اگرچہ تمام اینٹیں اپنی اپنی جگہ نصب ہیں لیکن بقول حضرت عیسٰی علیہ السلام وہ کونے کا پتھر ابھی نہیں ہے۔ وہ کونے کا آخری پتھر اور قصر نبوت کی پچھلی اینٹ محض اس غرض سے مؤخر کی گئی کہ دنیا دیکھ لے اور یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اس قصر کی تعمیر کا سارا دار و مدار اور اس مکان کی تکمیل۔ اور ان سب اینٹوں کے کمالات کا انحصار اسی ایک اینٹ اور اسی ایک پتھر پر موقوف ہے جو آفتاب ازل کے طلوع ہونے ہی کے وقت صور علمیہ میں ممتاز ہو چکا تھا۔ اور جو یوم الست کی صبح کو بلٰی کہنے والوں کا امام تھا۔ عالم کائنات کی تاسیس اور تعمیر کا پہلا پتھر یہی تو

Marfat.com

پتھر ہے جو اس خالی گوشہ کو پر کرے گا۔ اور ان تمام اینٹوں کی عزت وآبرو کا اصل سبب ہو گا۔ اس کی بعثت ان چشم براہ اور لاکھوں اینٹوں کے انتظام کو ختم کردے گی۔ پس جو تاخیر ظہور کمالات کا اصلی باعث ہو اس پر شبہ کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

انبیاء سابقین کی شرائع

عالم ازل میں اعتراف ربوبیت کے وقت ہی حضرت حق سبحانہ کی جانب سے بعثت انبیاء ورسل کا وعدہ ان الفاظ میں کیا گیا تھا۔

یٰبنیٓ آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون والذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنها اولٰئک اصحٰب النار هم فیها خٰلدون ۵۔

انسانی زندگی کا اصلی مقصد جب ہی پورا ہو سکتا تھا۔ جب قدرت انسان کو پیدا کرنے کے بعد بھی اس کی روحانی تربیت کی ضامن ہوتی۔ اگر اس صفات متقابلہ کے مظہر کو بہیمیت وملکیت کا مجموعہ تھا۔ اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور حضرت حق کی طرف سے کامل سرپرستی نہ کی جاتی تو انسان اخلاقی

ؔ اے اولاد آدم اگر تم تک میری ہدایت کا پیغام پہنچے۔ تو یاد رکھنا جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس پر کسی قسم کا خوف نہ ہو گا۔ اور جو لوگ میری آیتوں کا کفر کریں گے اور تکذیب کے ذریعہ ہوں گے تو ان کو آگ کا عذاب ہو گا۔ اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

Marfat.com

اصلاح سے یقیناً محروم رہتا اور یہ محرومی درحقیقت اس ابدی نعمت سے محرومی ہوئی جس کی بشارت ذیل میں دی گئی تھی۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین ۵۔

(۱ ان آنکھوں کی ٹھنڈک کو کوئی شخص نہیں جانتا جو ہم نے نیک بندوں کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔)

جس خدا نے طبیعت انسانی اور اعضاء انسانی میں اعتدال و تسویہ کا لحاظ رکھتے ہوئے صورت جسمیہ کو ترکیب دیا تھا۔ سچ تو یوں ہے کہ اسی خالق و مالک نے روحانی تربیت کا بھی پورا پورا انتظام کیا۔

پھر ایک نہ دو بلکہ ہزاروں اور لاکھوں انبیاء مقربین و مصلحین کو صرف اس لئے مبعوث کیا کہ وہ گم شدگانِ راہ ہدایت کے اور عاشقانِ ذات صمدیت وطلبگارانِ حیات ابدیت کی صحیح رہنمائی کریں۔ اپنے اپنے زمانے میں ہر نبی حیات طیبہ کا ایک کامل مجسمہ اور بہترین نمونہ بن کر آیا اور خدا کے گمراہ بندوں کو پکار کر کہا۔ ؎ انی لکم رسول امین فاتقوا اللہ و اطیعون

اے لوگو! خدا نے مجھے ان اخلاق و اوصاف پر پیدا کیا ہے۔ جو خدائے قدوس کے پسندیدہ ہیں میرے خدا نے مجھے صرف اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تم کو صبح ازل کی گفتگو یاد دلا کر تمہیں تمہارے وعدوں کا پابند بناؤں۔ دیکھو تمہارا مبدا اور مرجع ایک ہی ہے تمہاری آمد و رفت نظام قدرت کے ماتحت ہے تم چند دن کے لئے اس عالم میں بھیجے گئے ہو۔ تاکہ اس امر کو ظاہر کر دیا جائے

؎ میں رسول امین ہوں۔ پس خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

Marfat.com

کہ تم مادی زندگی میں مبتلا ہو کر کہاں تک اپنی حقیقت سے آشنا رہتے ہو۔ شاید ہی کوئی ایسا عہد اور زمانہ بلکہ کوئی صدی اور سال ایسا ہوگا کہ جس میں یہ خدا کے برگزیدہ بندے اس عالم میں تشریف نہ لائے ہوں اور خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچایا ہو۔ اگرچہ دقتی اعتبار سے ان کی شرائع میں باہمی قدرے تفاوت بھی ہوتا تھا۔ لیکن اصول کے اعتبار سے یہ سب کے سب علاقائی بھائی تھے۔ اور ان سب کا ایک ہی کام تھا۔ ہر نبی روحانی اصلاح کی غرض سے آتا تھا۔ اور اپنے فرائض کو پوری قوت اور مستعدی کے ساتھ پورا کر کے رخصت ہو جاتا تھا۔ سعید روحیں اپنی گودیاں متاع ایمانی کی لازوال دولت و برکت سے پر کر لیتی تھیں لیکن محرومان ازلی ہمیشہ استہزاء و تمسخر اور طعن میں مبتلا رہتے تھے اور آخر اس ناکامی کی موت مرجاتے تھے جو ایک انسان کے لئے سخت ذلت و رسوائی کی موت ہے۔ یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

بار عزاسمہ کی ربوبیت عالیہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانی ہدایت کے تمام ذرائع انسان کے لئے مہیا کر دیئے۔ لیکن اے بدقسمت انسان! تو نے اپنے طغیان و سرکشی کے مقابلہ میں کسی ایک احسان کی بھی قدر نہ کی، تو نے خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کی آواز کو اپنی عارضی قوت اور جاہلانہ حرکات سے دبانے کی کوشش کی تو حق کے مقابلہ میں باطل کی فوج لے کر صف آرا رہا تو نے خدا کے معصوم بندوں کو ہر قسم کی تکلیفیں دیں اور افسوس تو اس کا ہے کہ تو ان تمام ذلیل اور کمینہ حرکات کو اپنی بہت بڑی کامیابی سمجھا۔ تم نے ان برگزیدہ ہستیوں میں سے

بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو زخمی کر دیا بہت سوں کو گالیاں دے کر سر بازار ذلیل کیا اور ان فرشتہ انسانوں کے حق میں تو نے ہر قسم کی برائی کو جائز اور مستحسن سمجھا اے غدار انسان! کیا خالق و مالک کے احسانات کا یہی حق تھا جو تو نے ادا کیا کیا تیرے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویریں اور پتھر کے مجسمے اور تیری ناقص عقل کے مختلف فنیہ قانون اور تیری موجودہ مادی زندگی یہ تمام چیزیں اس قابل تھیں کہ ان پر خدا کی پاک تعلیم اور فرستادوں کی صحیح اور معصوم زندگی قربان کر دی جاتی کیا ان معصوم مرسلین کی آبرو اسی لائق تھی کہ تیری خانہ ساز صنعت پر اس کو نثار کر دیا جاتا ناللہ اللہ تیری اور خدا کی رحمت۔ اف رے کافر۔ اف رے نافرمان

ع قتل الانسان ما اکفرہ ۔

خاتم المرسلین بعثت

اس سلسلہ انبیاؑ کو حضرت حق جل شانہ نے ایک ایسی مقدس ہستی پر ختم کیا جس کے بعد نہ اس قانون کی مثل کسی قانون کی ضرورت ہے اور نہ اس جیسی کسی نبی کی بعثت کی حاجت ہے ۔جب عالم کون کا ظہور ہی ارادے اور مشیت کے ماتحت تھا تو ازل میں اس کی عمر بھی محدود کر دی گئی تھی جب کائنات کی بنیاد ہی فنا پر قائم ہے تو ایک دن اس کو ضرور فنا ہونا ہے پھر جس کے لیے یہ بزم آرائی کی گئی تھی ۔ اس صدر الصدور کی آمد بھی ضروری تھی ۔ ادھر دنیا اپنی مادی ارتقا کی منزلیں بھی پوری کرنے والی تھی ۔قدرت نے ٹھیک اسی دور کی ابتدا

Marfat.com

میں جبکہ مادیت کی انتہا ہونے والی تھی اس انتہائی روحانیت کو مبعوث کیا اگر مادیت بجلی اور بھاپ کے کھیل کھیلنے کو تیار تھی اور اس طرح آہستہ آہستہ ترقی کے دور کو پورا کر کے فلک کے قریب ہونے والی تھی تو روحانیت کی تکمیل بھی لازم تھی تا کہ خدا کی حجت دنیا کے بسنے والے انسانوں پر پوری ہو جائے اور کل کسی ذی عقل کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ[۱] ان کنا عن ھذا غافلین ۵. جب خدا کی چھپی ہوئی مادی طاقتیں ظہور پذیر ہونے والی تھیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ قدرت کی وہ روحانی طاقت جو ازل ہی سے اس کی نظر انتخاب میں چھپی ہوئی تھی ظاہر نہ ہوتی! ادھر یورپ نے مادیت میں قدم بڑھایا ادھر دنیا میں ایک بے سرو سامان قوت کا ظہور ہوا جس نے بجلی کی کنکریوں پر فاران کی وادی میں ریک ریتیلی زمین پر بلا کسی وسائل و ذرائع کے وہ مکمل قانون مرتب کیا جس سے یورپ کے ملحدوں اور دہریوں کی گردنیں جھک گئیں. مادہ پرست یورپ نے آخر عاجز آ کر قانون محمدی کے آگے اپنے ہتھیار ڈال دیئے شکست کا اعتراف کر لیا. لارڈ میکالے کی تعزیرات نے ہزاروں ترمیمیں قبول کر لیں لیکن حجاز کا ریگستانی اور تیرہ سو برس کا قانون آج بھی ایسا مکمل ہے گویا آج ہی بنا ہے اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد

آج یورپ ہوا میں اڑ رہا ہے. بھاپ اور بجلی کی عارضی طاقت کے بھروسہ پر فرعون و نمرود کی طرح خدائی دعوے کر رہا ہے. لیکن حجاز موجودہ تہذیب سے ناآشنا ہے. وہاں کے باشندے ابھی تک موٹر کو جادو کی گاڑی اور ٹیلیفون کو[۲] الشیطان یتکلم فیہ کہہ رہے ہیں. بھلا تیرہ سو برس پیشتر یہ خطبہ نہ میں تہذیب و تمدن

---

[۱] ہم تو اس سے غافل اور بے پرواہ تھے [۲] اس میں شیطان بولتا ہے۔

کسی قدر نا آشنا ہوگا۔ اس زمانے کے بدعوی التہذیب کا تصور کرو۔ اور پھر بوڑی منہ کے یتیم بچہ کا قانون رکھ کر انصاف سے کام لو وسائل کے فقدان اور اس کو لحاظ خاطر رکھتے ہوئے خدارا انصاف کرو۔ کیا یہ ایک انسانی عقل کا کرشمہ ہے۔ کیا کوئی انسان ایسا مکمل قانون دنیا کی تہذیب سے آشنا ہو کر بنا سکتا ہے آج یورپ کی مادیت مسیحت کو ختم کر چکی ہے۔ ہندو دھرم ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ لیکن اس سیلاب کے زمانہ میں صرف ایک اسلام ہے جو یورپ کی مادیت کا پورا مقابلہ کر رہا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سیلاب کو دہریت نواز موجود طغیانی اسلام کی ایک اینٹ بھی نہیں ہلا سکتی۔ کیا اس سے بڑھ کر اسلام کی صداقت کے لئے کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔ عیسائی مسیحت اور ہندو ویدک دھرم سے تنگ آ چکے ہیں۔ لیکن مسلمان آج پھر از سر نو تبلیغی مذہب کی اشاعت کے لئے سر کف نظر آتے ہیں اور میں صاف طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بیسوی صدی میں ہر سوسائٹی کے خانہ ساز مذہب کا زندہ رہنا مشکل ہے ہر قسم کے جدید و قدیم مذہب بازار کی منڈی میں آ چکے ہیں۔ اب دنیا دیکھ لے گی کون سا مال زیادہ فروخت ہوتا ہے کفر و الحاد کے شیدا ئیو! تم کب تک دنیا کو دھوکہ میں رکھ سکتے ہو۔ تم اپنے نفس کو خود تو دھوکہ دے سکتے ہو۔ لیکن دنیا کے کروڑوں انسان ہمیشہ دھوکہ نہیں کھا سکتے آج سے تیرہ برس پہلے خدا کے ایک برگزیدہ اور مقدس بندے نے حجاز مقدس و مطہر زمین میں ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر جو صدا بلند کی تھی وہ آج ہر ایک شہر اور قریہ میں گونج رہی ہیں۔ وہ آواز کوئی نئی آواز نہ تھی۔ بلکہ وہ دین الہی کا وہ پیام تھا جو ہر زمانہ میں خدا کے مقدس نبی خدا کے

Marfat.com

بندوں کو پہنچاتے رہے ہیں ۔ اب سے بہت پہلے کلیم اور خلیل بھی اسی پیغام کے پیغامبر بن چکے تھے ۔ آج تک ہزاروں لاکھوں نبی مبعوث ہو چکے ہیں ۔ جب تک دنیا کے انسان ابتدائی منازل میں تھے ۔ تو ان کے لئے قانون الٰہی بھی مختصر اور سادہ تھا ۔

لیکن جب دنیا ایک آخری کروٹ لینے والی تھی اور ارتقا کا آخری منظر اپنی انتہائی شکل میں پیش ہونے والا تھا تو اس زمانے کی ہدایت کے لئے بھی ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی جو دنیا کے سامنے انسانی زندگی کا ایسا بہترین نمونہ پیش کرے جس سے دنیا آج تک ناآشنا تھی قدرت نے اسی دن کے لئے ۔ اس گوہر بیش بہا کو چھپا رکھا تھا ۔ ادھر مادہ پرستوں نے بالکل نئی اور چھوتی معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچایا، ادھر خالق کائنات نے روحانیت کی ایک ایسی نوکھی تصویر پیش کی جس کو دیکھ کر نئی ایجادات و جدید اختراعات کے موجدین کی عقول متحیر ہو گئیں ۔

اس کی امانت دیانت اور اس کی صداقت ذکاوت پھر اس کی خداداد فہم و فراست اس کی اعجاز بیانی شجاعت دلیری روحانیت سخاوت اور اسی قسم کے ہزار ہا اوصاف نے کفار مکہ کو متحیر و عاجز نہیں کر دیا تھا بلکہ کفار امریکہ، لندن، پیرس و جاپان کی قماش کفار ہند بھی آج اسی طرح متحیر ہیں جس طرح کسی زمانے میں ابوجہل، ابولہب، اور ولید بن مغیرہ جیسے سرکش کافر متحیر تھے ۔ قوم پرستی کے مردود و ملعون جذبہ سے قطع نظر کر لیا جائے تو آج کونسا دل ہے جو کمالات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معترف نہیں ہے ۔ دنیا میں وہ ایک ہی انسان تھا جس کو قدرت نے اپنی گوناگوں صفات کا کامل آئینہ بنا کر بھیجا تھا ۔ اس کی تعلیم اگر ایک طرف حقوق اللہ کی ضامن تھی تو دوسری طرف اسی آب و تاب کے ساتھ حقوق العباد کی بھی کفیل اور ضامن تھی اس کا دین نہ خالص سیاسی تھا اور نہ محض مادیت کا حامی بلکہ وہ جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کرنے کو لایا ۔ وہ دین دنیا کا مجموعہ تھا وہ خود حیات الٰہیہ کا ایک مجسمہ اور مکمل نمونہ تھا پھر اپنی بعثت کے بعد جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی کہ وہ ایسی کامل اور مقدس تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہونے

Marfat.com

ہی سے ایک انسان صحیح انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

کیا دنیا نے خدا کے اس مقدس اور برگزیدہ انسان کی زندگی کا اب تک مطالعہ نہیں کیا۔ آج محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت گھر گھر پہونچ چکی ہے شاید ہی آج سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر متنفس کے سامنے پیش ہو چکی ہے اس مقدس پیغمبر کی زندگی کے لئے اسفار و دواوین بھی کافی نہیں ہیں تمام انبیار سابقین اس کے فضائل واوصاف اپنی امتوں کو سناتے رہے۔ کتب سابقہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ باوجود تحریف تبدیل کے ان کتابوں میں صدہا بشارت موجود ہیں اتنی وسیع زندگی کے لئے یہ چند اوراق کیونکر متحمل ہو سکتے ہیں ہر چند کہ اس حیات طیبہ کی ورق گردانی اعادہ مکررات کے مرادف ہوگی لیکن لمعی الملسک ما کررتہ یتضوع حضور کی زندگی کے واقعات کو بار بار ذکر کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مشک بار بار ہلائے۔ جتنی مرتبہ کوئی مشک کو حرکت دیگا اتنی ہی خوشبو زیادہ ناظرین ایک دفعہ روح محمد رسول اللہ پر درود خوانی کرلیں تو ایک بہت ہی مختصر خاکہ پیش کرنے کی عزت حاصل کروں۔ اللّٰھم صلی علی محمد و علی آل محمد۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی ٭ ولکن مدحت مقالتی بمحمد

مرحبا صل علی ہستم ثناخوان رسول ٭ صد سلام من بجسم پاک و بر جان رسول

لہ وہ مشک ہے کہ اس کو جتنا الٹ پلٹ کرو زیادہ خوشبو دیتی ہے۔ ۲ہ نہیں کہا میں نے محمدؐ کی مدح میں کوئی مقولہ لیکن میرے مقولے کی مدح ہوگئی محمد کے نام سے ۳ہ مرحبا صل علی کہیں میں بھی ثناخوان رسول ہوں میری جانب سے رسول پاک کے جسم اور ان کی جان پر سینکڑوں سلام ہوں

ﻠﮯ صبا پیک مشتاقان بہ درگاہ نبی — گو سلام دست بستہ پیش رسول الله

دیکھنا وہ چھوٹا سا ایک بچہ ایک چھوٹا سا عمامہ باندھے ایک لمبا سا کرتہ پہنے ایک چھوٹی سی قمچی لئے ہوئے حلیمہ کی بکریاں چرا رہا ہے یہ وہ بچہ ہے جس کو ازل میں سب سے پہلے نہ صرف اول خلق کا منصب جلیلہ عطا ہوا تھا۔ بلکہ وہ نبوت کی عزت سے پیدا ہوتے ہی نوازا جا چکا تھا جب کوئی بھی نہ تھا تنہا خالق کی یہ تنہا مخلوق اکیلی ہی سبوح قدوس کا وظیفہ پڑھ رہی تھی تو خدا اسے امام الاولین والآخرین کے خطاب کا مخاطب بنا چکا تھا۔ یہ بکریوں کا چرواہا ..... نہیں دنیا کے بے شمار انسانوں کا رکھوالا آج حلیمہ کے جنگل میں اس شان سے پھر رہا ہے۔ لیکن دوسرے دن یہی برگزیدہ انسان شام کے بازاروں میں مکہ کی ایک شریف خاتون کا وکیل بن کر تجارت کر رہا ہے۔ نہ معلوم اس امی اور بکریاں چرانے والے کو یہ بہترین طریقہ کس نے سکھا دیا ہے مکہ میں کوئی تجارت اسکول بھی نہیں ہے اور قبیلہ سعد کے باشندے تو صحیح گنتی بھی نہیں گن سکتے۔ پھر اس نوجوان نے یہ تجارت کا ڈھنگ کہاں سے سیکھا کوئی ہے جو اس معمے کو حل کرے۔

تجارت کو ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ غار حرا میں عبادت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک غار کی عزلت نشینی اور پھر وہ بھی متواتر کئی مہینے ایک انسانی سمجھ تو اس بھید کے سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے۔ یہی عزلت نشینی ایک دن ناموس اکبر کی ملاقات کا ذریعہ بن گئی اور ورقہ بن نوفل نے وہ سب کچھ ظاہر کر دیا۔ جو ابھی تک پوشیدہ تھا۔

له اے صبا تو مشتاقوں کا پیغام میرے نبی کی درگاہ میں اور کہہ سلام دست بستہ رسول کے عمل کے سامنے۔

Marfat.com

ورقہ نے نبوت کے متعلق تو جو کچھ کہا وہ کہا۔ لیکن ایک ایسی بات بھی کہدی جس کا سان وگمان بھی نہ تھا۔ [1] یالیتنی اکون حیاحین یخرجک قومک۔ یہ سن کر حضور نے متعجبانہ لہجہ سے پوچھا کیا میری قوم مجھ کو جلاوطن بھی کرے گی۔ لیکن ورقہ نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا [2] لم یات رجل بما جئت بہ الا عودی۔

دیکھنے والوں! ذرا دیکھنا وہ جبل ابوقبیس کی چوٹی پر خدا کا مبلغ ایک کمبل کا کرتہ پہنے عمامہ باندھے کیا کہہ رہا ہے۔ یہ یکایک حاضرین نے گالیاں کیوں دینی شروع کر دیں اس پر پتھروں کا مینہ کیوں برسنے لگا۔ آخر اس نے کسی کو کیا کہہ دیا۔

صبح کے سہانے وقت میں جب کہ لوگ میٹھی نیند میں ٹھنڈی ہوا کے مزے لوٹ رہے ہیں امت کا یہ ہادی مکہ کی گلی میں [3] قولوا لا الٰہ الا اللہ اور قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ کی صدائیں لگا رہا ہے۔ لوگ رات کو سرہانے پتھر رکھ کر سوئے ہیں۔ تاکہ صبح کو ان کے مقدس پاؤں کو زخمی کر دیں جو رات بھر خدا کی عبادت میں اپنے مولیٰ کے سامنے۔ ومن الیل فتہجد بہ کے حکم کی تعمیل کے لئے کھڑے رہے ہیں۔ خدا کا یہی مبلغ اعظم جنگ بدر میں ایک بہترین جرنیل اور جنگی لاٹ کے فرائض انجام دے رہا ہے اور اس خوبی سے فوجوں کو تربیت دی ہے کہ تین سو تیرہ کی قلیل تعداد نے ایک ہزار مسلح فوج کو پسپا کر دیا ہے۔ کیا مدینہ میں کوئی حربی کالج تھا۔ اگر نہیں تھا تو یہ جنگ کا طریقہ آخر کس کی تعلیم کا نتیجہ تھا جس کے ایک ایک لفظ سے شجاعت کے دریا امنڈ رہے ہیں۔

---

[1] کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ تیری قوم تجھ کو مکہ سے نکالے گی۔ [2] کوئی بات نہیں ہے جو دنیا کے ساتھ ہوا ہے وہ تمہارے ساتھ بھی ہو گا [3] کہنے والے لوگو، نہیں ہے کوئی خدا مگر اللہ اور بچاؤ تم اپنے نفسوں کو اہل و عیال کو آگ سے [4] رات کے کچھ حصہ میں تہجد کی نماز پڑھو۔

Marfat.com

[1]والذی نفسی بیدہٖ لاخرجن وان لم یخرج معی احد۔ اسی شجاعت جری نے سامعین پر جو اثر کیا وہ ان ہزیمت خوردہ کفار سے پوچھو جو میدان جنگ میں آنے سے پیشتر ہی بھاگ گئے اور خدا تعالیٰ مسلمانوں کو کامیاب صحیح سالم واپس لے آیا۔ فانقلبوا بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ ۰۔

غزوہ احزاب میں (۲) امی لقب پیغمبر کی سیاست دانی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا۔ کہ کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور صبح سے پیشتر ہی سب لوگ دم دبا کر بھاگ گئے۔ غرض کیا مبارک زندگی ہے جس میں ہر چیز علی وجہ الاکمل موجود ہے حلیمہ کے گھر میں بکریاں چرانا شام میں تجارت کرنا۔ غار حرا میں خاموش عبادت بجا لانا۔ فاران کی چوٹی اور مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کرنا میدان جنگ میں سپہ سالار ہونا۔ مسجد کی محراب میں نمازیوں کا امام بننا اور ممبر پر بہترین لیکچرار کے فرائض انجام دینا اور مسجد کے صحن میں قاضی اور جج بن کر فیصلہ کرنا۔ پھر بیوی عائشہؓ کے حجرہ میں رات کو اتنی عبادت کرنا کہ قدم مبارک سوج کر پھٹ جائیں۔ حتیٰ تورمت قدماہ ان تمام اوصاف حسنہ کے باوجود بہترین مقنن جس کے آگے دنیا کے مقننین سربسجود ہو کر اپنے عجز کا اعتراف کر چکے ہوں۔ پھر لطف یہ ہے کہ امی ہیں بے پڑھے لکھے ہیں تختی قلم دوات کی صورت بھی نہیں دیکھی سلیٹ پنسل کبھی نظر سے نہیں گذری۔ کسی استاد کو شاگرد کا فخر بھی میسر نہیں ہوا۔ ان تمام وسائل ترقی کے فقدان کے باوجود سب کچھ ہیں اور ایسے ہیں کہ تمام دنیا کو ملا کر وزن کیا جائے تو سب پر بھاری ہیں۔

---

[1] قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر کوئی میرے ساتھ نہ چلا تو میں تنہا کفاروں سے لڑنے جاؤں گا۔ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لے کر واپس لوٹے اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ٭ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

و علمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما۔

آخر یہ سب کچھ کہاں سیکھا۔ کس نے سکھایا دنیا کی تہذیب سے کوسوں دور بیٹھ کر قیامت تک کے لئے قانون کس تعلیم سے بنایا۔ کفر الالحاد کے غلاموں بولو۔ آخر آج دنیا کی زبانیں کیوں گنگ ہیں۔ اس کے قرآن کا اس کے قانون کا اس کے مقدس تعلیم کا اس کی روحانیت و اخلاق کا اگر جواب رکھتے ہو تو پیش کرو۔ جو چودہ سو برس میں بھی اس بے مثل کا مثل اور اس بے نظیر کا نظیر تمہاری تجسس نظریں تلاش کرنے سے قاصر ہیں تم نے زمین کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ آسمان پر بھی میلوں اڑ چکے ہو۔ زہرہ اور مریخ سے خط و کتابت کا فخر رکھتے ہو۔ چاند کی دنیا میں کود جانا چاہتے ہو۔ یہ سب کچھ کر چکے۔ لیکن آج تک ایک انسان کا جواب میسر نہ آسکا۔ اگر اس دورِ ترقی میں تم کو اس جیسا انسان نہیں ملتا تو اس کی رحمت کا صدقہ ہے کہ تم زمین پر چلتے ہو اور ہوا میں اڑتے ہو اسی کا صدقہ ہے کہ تم کو ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی مل رہی ہے۔ وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا یا وہ ہوتا لیکن عالمین کے لئے رحمت نہ ہوتا تو دنیا کے کسی کافر کو بھی اطمینان میسر نہ ہوتا خدا کی قسم تم نے تو ابھی یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ کیا تھا۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ٭ ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

یکم جولائی ۱۹۲۷ء

ہمارا لکھنے والا ہم پر معترض کرنے والا ایسا شخص ہے جو نہ مدرسہ میں گیا اور نہ اس نے خط لکھنا سیکھا اور مسلوں کے غمزہ میں پڑ گیا اور مدرس اول ہوا ف محمد ہم نے آپ کو سکھایا۔ اور آپ پڑھے لکھے بالکل نہ تھے اور خدا تعالیٰ کا فضل و کرم آپ پر بہت بڑا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات

دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کے سلسلہ میں جو منزل کہ آخری ارتقائی تھی وہ ایمان لانے والوں کی جان اور ان کے مال کا تحفظ تھا۔ ہر ہادی اور دنیا کے ہر پیغمبر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جب اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کرے تو یہ سوچ لے کہ جو لوگ میرے مذہب کو قبول کریں گے ان کی حفاظت اور صیانت کا انتظام کیا ہوگا۔ یہ وہ مہتم بالشان چیز ہے جو اپنی زندگی میں ہر ایک پیغمبر کو پیش آتی رہی۔ اور اس خطرے سے کوئی پیغمبر بھی محفوظ نہیں رہا اور نہ کوئی ایسا شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو کسی نئے مذہب اور جدید خیالات کا موجد اور ان کا مبلغ ہو آج بھی آپ کوئی تحریک شروع کر کے دیکھ لیجئے۔ ظاہر ہے کہ تمام دنیا تو آپ کی کسی تحریک سے بھی اتفاق نہیں کر سکتی۔ لیکن کچھ لوگ یقیناً آپ کی تحریک کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے قبول کریں گے قبول کرنے والوں کے مقابلہ میں ایک جماعت آپ کی اور آپ کے ہم خیال لوگوں کی مخالف بھی ہو گی اور مخالف یقیناً آپ کی جماعت کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت آپ کا یہ اخلاقی فرض ہو گا کہ آپ اپنی جماعت کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کی ہر امکانی تدبیر اختیار کریں۔ یہی حالت ہر ایک زمانے میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیش آتی رہی۔ دنیا ان کے متبعین کو ہر قسم کی تکلیف پہنچانے کے لئے آمادہ رہی اور وہ بے چارے مجبور ہو کر اپنی مٹھی بھر جماعت کو ان موذیوں سے بچانے کی تدابیر اختیار کرتے رہے۔

انبیاء کا پہلا وعظ۔ سلسلہ نبوت کے تمام بزرگوں پر نظر ڈالیئے تو ان کا پہلا وعظ

زمانہ منتظر ہے مصلحت نہیں ہے کہ راز پردہ سے باہر آئے ورنہ رندوں کی محفل میں کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ جو نہ ہوتا ہو

Marfat.com

نہ یہی آئے گا کہ وہ اوّل خدا کی توحید پر درس دیتے تھے اور ان کا دوسرا فقرہ یہ ہوتا تھا کہ میں خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر آیا ہوں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اِنّی لکم رسول امین فاتقوا اللّٰہ واطیعون۔

اگرچہ پیروی اور اطاعت کے سلسلہ میں ہر پیغمبر نے اپنی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے یہ ضرور فرمایا کہ میں اپنی پیروی کا حکم کسی دنیاوی لالچ یا حصول زر کی غرض سے نہیں دیتا، بلکہ میرا اجر تو اس خدا کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو مبعوث کیا ہے وما اسئلکم علیہ من اجران اجری الا علیٰ رب العلمین ہ۔

ایک آدمی اور داعی مذہب کا یہ اتنا صاف اور صریح بیان ہے کہ اس کے بعد پھر کسی قسم کی بدگمانی اور سوءظنی کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی تھی۔ لیکن جن بدنصیبوں کو خدا کی ذات و صفات میں اس کی مخلوق کو شریک کرنے کا چسکا اور اپنے اقتدار کے قیام کا مزہ پڑ گیا ہے، ان کے لئے دونوں باتیں ناقابل عمل بلکہ موت کے مرادف تھیں۔ خدا پر ایمان لانا اور اس کی توحید کا قائل ہوجانا اور اپنی اور اپنے آبا و اجداد کے جاہلانہ معتقدات کی توہین سمجھتے تھے۔ ان کا دماغ شرک کی نجاست سے اس قدر آلودہ ہوچکا تھا کہ انکی سمجھ میں یہ بات ہی نہ آتی تھی کہ ایک اکیلا خدا انسان کی بہت سی ضروریات کی کفالت کیونکر کرسکتا ہے۔ خدائے قدوس کا تخیل ان کے دماغوں میں اپنے پتھریلے بتوں سے زیادہ نہ تھا۔ صرف یہ چھوٹے بڑے کا فرق کرتے تھے۔ باقی خدا کو وہ ایک محدود قوت و طاقت کا مالک سمجھ کر یہ سوچا کرتے تھے کہ وہ تنہا ہماری مشکلات و ضروریات کے لئے کس طرح کافی

لہ میں ایک پیغمبر ہوں اور خدا کی وحی اور اس کے احکام کا امانت دار ہوں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔

ہوسکتا ہے۔ ان کے نزدیک ایک انسان کا بدترین گناہ صرف یہ تھا کہ وہ تمام معبودوں کو ایک خدا میں ضم کر دے۔ یہ چیز اتنی خطرناک تھی کہ وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھے لیکن اپنے تمام فرضی خداؤں کو ایک خدا میں جذب کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے وہ انبیاء کے درس توحید کو سخت حیرت سے سنتے اور اس پر تعجب کرتے تھے۔ اجعل الالھۃ الٰھا واحداً ان ھٰذا لشئ عجاب[1] یہی وجہ تھی کہ وہ انبیاء کی مخالفت کو اپنا اخلاقی و مذہبی فرض سمجھتے

اقتدار کا سوال

دوسری بات جو کفار کو سب سے زیادہ شاق تھی وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت تھی یہ چیز ان کے لئے بہی مصیبت سے بھی زیادہ تھی۔ وہ اپنے شخصی اقتدار کو اس قدر ضروری سمجھتے تھے کہ اپنے مقابلہ میں کسی دوسرے کے اقتدار کو سخت خطرے کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کو اندیشہ تھا کہ کہیں پیغمبروں کا اقتدار ہمارے اقتدار اور ہماری شخصیت کو فنا نہ کر دے اس لئے ہر زمانہ کے شخصیت پسند انسان ہر نبی کی مخالفت کرتے اور لوگوں کو نبی کے اتباع سے باز رکھتے تھے، ان کے سامنے یہ سوال اس قدر اہم تھا کہ وہ اس پر سے بیدریغ خدا کے ایک پیغمبر کی عزت کو قربان کر دینا اپنے لئے فخر خیال کرتے تھے، وہ صرف نبی ہی کی توہین کو اپنے لئے مایۂ ناز نہیں سمجھتے تھے بلکہ نبی اور نبی کے متبعین دونوں کو ذلیل خیال کرتے تھے اور بعض دفعہ اپنے ایمان نہ لانے کی وجوہات میں اس کا بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ بھلا ہم ایسے شخص پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں جس کے اوپر پستی کے ذلیل اور رذیل لوگ ایمان لاتے ہیں۔ قالوا انؤمن لک واتبعک الارذلون[2]۔

---

[1] کیا تمام خداؤں کو ملا کر ایک کر دیں تو یہ عجیب وغریب چیز ہے۔ جس کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں ۱۲۔ [2] کفار نے کہا کہ ہم آپ پر اے محمدؐ کیسے ایمان لے آئیں آپ پر تو محلہ یا بستی کے ذلیل لوگ ایمان لاتے ہیں آپ کے متبعین غیر وکار اور رذیل ہیں۔

Marfat.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اگرچہ امم سابقہ کے مقابلہ میں ایک روشن خیال زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا پہلے سے کہیں قدر مہذب ہو چکی ہے۔ لیکن کمبخت اقتدار کا سوال اس زمانہ میں بھی موجود ہے۔ ابوجہل اور مسعود ثقفی کے مقابلہ میں حضرت عبدالمطلب کے پوتے کا اقتدار برداشت نہیں کیا جاتا۔ ان دونوں شخصیتوں کے مقابلہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ناتجربہ کار لڑکا بتایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بڑے لوگوں کی موجودگی میں نبوت کا استحقاق اس کو کیونکر مل گیا۔ اگر خدا کو قرآن نازل ہی کرنا تھا تو پھر مکہ اور طائف کی عزت دار شخصیتوں کو اس کے لئے کیوں نہ منتخب کیا گیا۔ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم[1]۔

بہرحال آباؤ اجداد کی کورانہ وجاہلانہ تقلید اور اپنے اقتدار کا بقاء وتحفظ یہی دو چیزیں تھیں جنہوں نے کفار کو انبیاء پر ایمان لانے سے باز رکھا، اور وہ خدا کی ایک مقدس جماعت کے خلاف ہر قسم کی دل آزاری کے لئے آمادہ ہو گئے۔

مخالفت کے وجوہ واسباب خواہ کچھ بھی ہوں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ پیغمبروں کو ہر قسم کی تکالیف اور اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ان کے متبعین کی جان ومال کو خطرے میں ڈالا گیا۔ اور ہر قسم کے روحانی وجسمانی مصائب کے سامان ان کے لئے مہیا کئے گئے۔

مدافعت کی ضرورت

یہی وجہ تھی کہ ہر زمانہ کے انبیاء نے اپنی قوم کے لئے کچھ نہ کچھ مدافعت کے سامان بہم پہنچائے اور ہر طریقہ سے اپنی قوم کو اغیار واجانب کی دستبرد سے بچانے کی کوشش کی یہ ایک ایسی فطری چیز ہے کہ صرف جماعت انبیاء ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر وہ راہبر اور لیڈر جو اپنے خیالات

---

[1] کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن دو بستیوں کی عظیم شخصیتوں پر بڑے لوگوں پر۔

Marfat.com

کی اشاعت کرتا ہے تو دوسری طرف اسکو اس کی ضرورت ہے کہ جو لوگ اس کے مشن کو قبول کریں ان کی عزت اور آبرو کو بھی غیروں سے بچائے ورنہ کوئی مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرات انبیاء کرام کو بھی بعض مواقع پر جنگ جدل کی نوبت آئی ہے۔ اگر دنیا ان کے مقدس خیالات کو نرمی کے ساتھ قبول کر لیتی یا ان کے متبعین کو تکلیف پہنچانے، لوٹنے اور مارنے میں سبقت نہ کرتی تو یہ جماعت قیامت تک بھی کسی کے خلاف قوت کا استعمال نہ کرتی، اس مختصر تمہید کے بعد میں یقین کرتا ہوں کہ ان شبہات کا ازالہ ہو گیا ہو گا جو آج کل مخالفین اسلام کی جانب سے اس تعلیم پر کئے جاتے ہیں جس کا تعلق جنگی احکامات سے ہے۔

حضور صلعم کا طرز عمل کون نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے تیرہ سال تک نہایت نرمی اور شائستگی کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور ہر قسم کے جبر و استبداد کا مقابلہ انتہائی صبر و تحمل سے کرتے رہے لیکن کفار کے بغض و حسد نے جب انتہائی صورت اختیار کر لی اور مسلمانوں پر ہر قسم کے عذاب کو جائز سمجھ لیا گیا۔ اور آپ اور آپ کے ساتھ آپ کے متبعین کو بھی ہجرت اور جلاوطنی پر مجبور کیا گیا۔ تو پھر ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آخر عقل و تہذیب کا تقاضہ کیا تھا۔ کیا کفار سے کوئی تعرض نہ کیا جاتا۔ اور سفاک بھیڑیوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا۔ اور بدبخت مسلمانوں کا اچھی طرح خون پیتے رہتے اور مسلم قومیت کی عزت و آبرو پر ڈاکے ڈال کر امت اسلامیہ کا نام و نشان مٹا دیتے یہی وہ اسباب علل تھے جن کی بنا پر مظلومین و ضعفا کی حمایت کے لئے جنگ کا اعلان کیا گیا اور قانون جنگ کی وضع ترتیب دی گئی۔ ؎ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔

؎ اجازت دی گئی کہ جن لوگوں سے جنگ کی گئی ان پر ظلم کیا گیا۔

Marfat.com

حضور صلعم کا فاتحانہ اقدام

اب تک جو کچھ عرض کیا گیا اس کا تعلق آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کیساتھ تھا لیکن جب کفار کی چیرہ دستیوں نے آپ کو ہجرت کے لئے مجبور کر دیا اور ہجرت کے بعد بھی کفار اپنی جبلی شرارت سے باز نہ آئے تو حضور نے اپنے کمزور ساتھیوں کی جان اور انکے مال کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی کہ دنیا محو حیرت ہو گئی اور آج تمام دنیا کے تلوار چلانے والوں میں جو درجہ آپ کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں۔

تلوار تلوار کشی کا اگرچہ سب سے بڑا مقصد تو یہی تھا کہ کمزور مسلمانوں کے جان و مال کو کفار کی لوٹ مار سے بچایا جائے لیکن اس کے ساتھ یہ غرض بھی تھی کہ مذہب کی حقانیت و صداقت کو اُن لوگوں پر ظاہر کر دیا جائے۔ جن کے نزدیک کسی مذہب کی حقانیت کے لئے صرف ایک ہی دلیل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اس مذہب کا بانی فتوحات کثیرہ کا مالک ہو۔ اور جب کوئی شخص اس کا مقابلہ کرے تو شکست کھا کر بھاگ جائے۔ اگرچہ جنگ میں غالب و مغلوب ہونے کا تعلق حق و باطل سے کچھ بھی نہیں ہے لیکن کفار عرب کی اس جہالت کا کیا علاج ہوتا۔ کہ ان بدبختوں نے مادی طاقت کو بھی مذہب کی حقانیت کے لئے معیار بنا رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے بعد جس قدر عرب کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اور فوجیں کی فوجیں کفار کی اسلام میں داخل ہوئیں اس سے پیشتر اس قدر کثرت سے اسلام کی قبولیت کے لئے لوگوں کے دلوں میں میلان نہ ہوا تھا۔ گویا مکہ کا فتح ہو جانا کفار کے نزدیک اسلام کی حقانیت کے لئے بہت بڑا نشان تھا۔ چونکہ کفار کے نزدیک عام فتوحات کا اصول بھی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت کے لئے اپیل تھا۔ اس لئے بھی تلوار اٹھائی گئی۔ تاکہ ان کمالات کا اظہار

کر دیا جائے جو آقائے دو جہاں کی جامع صفات زندگی میں قدرت نے ودیعت کئے تھے۔

رسول اکرمؐ کی خصوصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود اسکے کہ انتہائی مجبوری کی حالت میں مدافعانہ پالیسی اختیار کی تھی۔ لیکن پھر بھی کم و بیش دس سال کی مدت میں آپ کو تقریباً انتیس ۲۹ ایسی جنگوں سے مقابلہ کرنا پڑا جن میں خود سرکار کو شرکت کی نوبت آئی۔ اس تعداد ہی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کفار کس قدر ایذا رسانی کے درپے تھے جس شخص کو دس سال میں متواتر تیس ۳۰ بار دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی نوبت آئے اور پھر اس کے عزم و استقلال میں سرمو بھی فرق نہ آئے۔ اس کی ہمت و شجاعت، دلیری اور بہادری کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے دنیا کی بڑی بڑی جنگجو قوموں کے کارنامے ہمارے سامنے ہیں۔ بڑے بڑے بہادروں کی تاریخی زندگی کے افسانے بھی ہمیں معلوم ہیں۔ لیکن ہماری نظر سے ایک بہادر بھی ایسا نہیں گزرا جسے ہر چھٹے مہینے کوئی لڑائی لڑنی پڑی ہو۔ اور پھر بھی اس کی ہمت اور بہادری میں لغزش نہ آئی ہو۔

غزوات کی تعداد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمانہ جنگ میں بہ حسب ذیل واقع پر لشکر کشی کی نوبت آئی ہے۔

غزوہ بواط۔ غزوہ عشیرہ۔ غزوہ سفوان۔ غزوہ بدر کبریٰ۔ غزوہ بنی سلیم۔ غزوہ بنی قینقاع۔ غزوہ سویق۔ غزوہ قرقرۃ الکدر۔ غزوہ ذی امر۔ غزوہ بحران۔ غزوہ احد۔ غزوہ حمراء الاسد۔ غزوہ بنی نضیر۔ غزوہ ذوالرقاع۔ غزوہ بدر آخرہ۔ غزوہ دومۃ الجندل۔ غزوہ حدیبیہ۔ غزوہ خیبر۔ غزوہ دار القریٰ۔ غزوہ عمرۃ القضا۔ غزوہ موتہ۔ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوہ طائف۔ غزوہ تبوک۔

Marfat.com

یہ مواقع ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود کسی نہ کسی حیثیت سے شریک ہونے کی ضرورت واقع ہوئی ہے۔ اگرچہ غزوہ موتہ میں تھوڑی دور تک مشایعت فرمائی ہے۔

سرایا ان کے علاوہ ہیں۔ ہم نے ان غزوات کی تعداد پوری تیس ۳۰ لکھی ہے اگرچہ مورخین نے صرف ستائیس ہی امیت پر اکتفا کیا ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ بعض نے غزوہ کا مفہوم عام کر دیا ہے۔ اور بعض کے نزدیک چند قیودات کے باعث غزوہ کا مفہوم خاص ہو گیا ہے۔ چنانچہ بعض نے غزوہ موتہ۔ عمرۃ القضا۔ فتح مکہ کو اس فہرست سے علیحدہ کر دیا ہے۔

اگرچہ ان تمام غزوات میں سے جنگ کی نوبت صرف نو غزوات میں آئی ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔ بدر۔ احد۔ بنی مصطلق۔ خندق۔ قریظہ۔ خیبر۔ مکہ۔ حنین۔ طائف۔ باقی غزوات میں یا تو مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔ یا دشمن سے صلح ہو گئی۔ یا دشمن بھاگ گیا۔ بہرحال جہاں قتل و قتال کی نوبت آئی ہے وہ صرف مذکورہ بالا نو ۹ مواقع ہیں۔

سرکار کی فاتحانہ شان ہمیں اس مضمون میں جو خصوصیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قارئین کرام کو بتانی ہے وہ یہ ہے کہ دس سال کے عرصہ میں تیس بار لڑائی کا سامنا کرنا پڑا۔ لڑائی کے لئے مدینہ سے کوچ کر کے جانا۔

سامان کی قلت راشن کی کمی سواری کا فقدان اسلحہ کی کمیابی۔ دشمن کی تعداد بعض مواقع پر تگنی چوگنی۔ آٹھ گنی بلکہ دس گنی۔ پھر دشمن تمام سامان سے مسلح۔ دشمن کے مورچے اور کمین گاہیں۔ انتہائی مضبوط اور باوجود ان تمام باتوں کے آخر میں فتح رسول اللہ کی۔

حیرت و استعجاب قارئین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ بعض غزوات میں صحابہ رض

کے پاس کھجوریں ختم ہوگئیں تو کھجوروں کی گٹھلیاں چوس کر گذر کی اور جب گٹھلیاں ختم ہوگئیں تو درختوں کے پتے کھا کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ بعض غزوات میں جب پاؤں میں جوتیاں نہ رہیں تو کپڑے اور چیتھڑے لپیٹ کر پتھریلی زمین پر سفر کیا۔

سواری کی قلت کی یہ نوبت کہ ایک سواری اور پانچ سوار۔ اسلحہ کی یہ حالت کہ بجائے تیر و تلوار کے جھولیوں میں پتھر بھرے ہوئے اس بے سروسامانی بے بضاعتی اور کم مائگی کی حالت میں مسلح اور منظم غنیم سے صرف دس سال کے عرصہ میں تیس بار لڑنے کی تیاری کرنا۔ (یہ وہ تعداد ہے جس میں حضورؐ بالذات شریک ہوئے ہیں۔ باقی تنہا صحابہ کے لشکروں کو روانہ کرنا جن کو اصطلاح شرعی میں سرایا کہتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ تیس مواقع تو وہ ہیں جن کی کمان خود حضورؐ نے کی ہے) اور ہر دفعہ جنگ میں آخری فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر ہونا۔ یہ ایسا عجیب و غریب کارنامہ ہے کہ اس پر جس قدر حیرت کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے۔

کیا دنیا اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فاتح پیش کر سکتی ہے۔
اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد۔

۱۶ راگست ۱۹۶۳ء

یوم عاشورا اور اس کا حکم

عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال افضل الصیام بعد شھر رمضان اللہ المحرم وافضل الصلوٰۃ بعد المکتوبہ صلوٰۃ اللیل۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد باعتبار فضیلت ماہ محرم کے روزے ہیں اور نماز مفروضہ کے بعد تہجد کی نماز کا مرتبہ ہے۔ (ترمذی ونسائی)

مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ فرض کے بعد کونسی نماز اور رمضان کے روزوں کے بعد کون سے روزے فضیلت میں زیادہ ہیں تو حضور نے تہجد کی نماز اور محرم کے روزے فرمائے۔ ترمذی میں جو روایت ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

یارسول اللہ ای شھر تامرنی ان اصوم بعد شھر رمضان قال ان کنت صائماً بعد شھر رمضان فصم المحرم فانہ شھر اللہ تعالیٰ فیہ یوم تاب فیہ علی قوم ویتوب فیہ علی قوم آخرین۔

یعنی میں نے دریافت کیا کہ آپ مجھے رمضان کے بعد کون سے مہینے کے روزوں کا حکم فرماتے ہیں۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہتا ہے تو ماہ محرم کے روزے رکھ کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے اس میں خدا نے ایک قوم کی توبہ قبول کی تھی۔ اور ایک اور

Marfat.com

قوم کی توبہ اسی دن قبول کرے گا۔

شیخ حسن محدوی حمزاوی اپنے رسالہ نفحات نبویہ فی فضائل عاشوریہ میں فرماتے ہیں۔ وقد ورد فی فضل عاشوراء اثار کثیرۃ منھا انہ تیب علی ادم وکان خلقہ فیہ وفیہ خلق العرش والکرسی والسموات والارض والشمس والقمر والنجوم والجنۃ ولد ابراھیم خلیلؑ فیہ وکان نجاتہ من النار فیہ وکذا انجاۃ موسیٰؑ ومن معہ واغرق فرعون ومن معہ فیہ وفیہ استقرت سفینتہ نوح علی الجودی واعطی فیہ سلیمانؑ الملک عظیم واخرج یونسؑ من بطن الحوت ورد بصر یعقوبؑ علیہ واخرج یوسفؑ من الجب وکشف من ایوبؑ واول مطر نزل من السماء الی ارض کان یوم عاشوراء۔

یعنی عاشوراء محرم کی فضیلت میں بہت سے آثار مروی ہیں۔ مثلاً اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن عرش کرسی آسمان وزمین، چاند اور سورج اور تارے پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت پیدا کی گئی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے اور اسی دن نمرود کی آگ سے نجات حاصل ہوئی اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہی فرعون کی غلامی سے آزاد ہوئے اور فرعون معہ اپنے اعوان وانصار کے غرق کیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر اسی دن ٹھہری۔ اور حضرت سلیمان کو ایک ملک عظیم کا مالک اسی دن بنایا گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی۔ اور اسی دن حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں کا نور دوبارہ لوٹا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی دن کنعان کے کنوئیں سے نکالے گئے تھے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اسی دن اپنے مہلک مرض سے شفا پائی۔ آسمان سے زمین پر پہلی بارش عشرۂ

Marfat.com

محرم ہی کے روز ہوئی۔

دسویں تاریخ کا روزہ رمضان کی فرضیت سے پہلے دسویں تاریخ کے روزے کا خاص اہتمام تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی روزہ رکھتے اور صحابہ کو بھی اس دن کے روزہ کی ترغیب و تحریص دلاتے تھے لیکن رمضان کی فرضیت کے بعد آپ نے تعاہد اور مبالغہ کو ترک کر دیا۔ بلکہ ہر شخص کو اختیار دیا گیا کہ جو چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کر دے۔ مسلم شریف میں۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يامر بصيام يوم عاشوراء و يحثنا عليه ويتعاهدنا عنده فلما فرض رمضان لم يامرنا ولم ينهنا عنه و لم يتعاهدنا۔

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوم یوم عاشوراء کے متعلق ہم کو ترغیب دیتے تھے اور خاص طور پر روزے کا وعدہ کراتے تھے۔ لیکن جب رمضان فرض ہو گیا تو آپ نے نہ تو ہم کو منع کیا اور نہ امر کیا۔ بلکہ ترغیب و تعاہد کو ترک کر دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں كان عاشوراء يصام قبل رمضان فلما نزل رمضان كان من شاء صام ومن شاء افطر

رمضان کی فرضیت سے بیشتر یوم عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ لیکن رمضان کی فرضیت کے بعد یہ روزہ اختیاری رہ گیا۔ یعنی مستحب۔

ایک اور روایت میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔

كانوا يصومون عاشوراء قبل ان يفرض رمضان وكان يوما تستر فيه

الکعبۃ قالت فلما فرض رمضان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من شاء ان یصومہ فلیصمہ ومن شاء ان یترکہ فلیترکہ۔

یعنی رمضان کی فرضیت سے قبل عاشوراء کا روزہ سب لوگ رکھتے تھے۔ اسی دن کعبہ پر غلاف ڈالا گیا۔ لیکن جب رمضان فرض ہو گیا تو حضور نے فرمایا۔ جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھے، اور جس کا جی چاہے وہ ترک کر دے۔

فی روایۃ عن ابن عمرؓ ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم عاشوراء فقال ذالک یوم یصومہ اھل الجاھلیۃ فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور کے سامنے یوم عاشوراء کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس دن کا روزہ زمانہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا جس کا جی چاہے رکھے اور جس کا جی چاہے افطار کرے۔

وعن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء یوم یعظمہ الیھود ویتخذ ونہ عیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صوموہ انتم۔

حضرت ابن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود عاشوراء کے دن کی عظمت کرتے تھے۔ اور اس دن انہوں نے عید بنا رکھا تھا!.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔

اور ایک روایت میں بجائے یہود کے یہود خیبر کے متعلق یہی الفاظ ہیں۔ اس میں عورتوں کو بھی زیور سے آراستہ کرنے کا بھی ذکر ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے۔

Marfat.com

قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ فرای الیھود تصوم یوم عاشوراء فقال ما ھٰذا قالوا الیوم صالح انجی اللہ فیہ موسیٰ وبنی اسرائیل من عدوھم فصامہ فقال انا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ یہ روزہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اس دن موسیٰ نے روزہ رکھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم سے زیادہ موسیٰ کے ہم حقدار ہیں۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزے کا حکم بھی دیا۔

ابو داؤد میں اس کے الفاظ اور ہیں۔

فصامہ موسیٰ شکرا نحن نصومہ تعظیما لہ۔

موسیٰ نے اس میں شکریہ کا روزہ رکھا اور ہم اس دن تعظیماً روزہ رکھیں گے۔

ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔

صوم الیوم عاشوراء وھو یوم کانت الانبیاء تصومہ فصوموہ

عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو اس دن انبیائے سابقین روزہ رکھتے تھے سو تم کو بھی روزہ رکھنا چاہیئے۔

دیلمی اور بزار نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشوراء عید من قبلکم فصوموہ انتم۔ یعنی یوم عاشوراء تم سے پہلے گذرنے والوں کی عید تھی۔ تم اس کا روزہ رکھو۔

روزہ کا ثواب

ترمذی نے حضرت ابو قتادہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال صیام یوم عاشوراء

Marfat.com

انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ۔

حضورؐ نے فرمایا کہ عاشورہ محرم کے روزہ کا ثواب خدا سے امید کیجاتی ہے کہ ایک سال گذشتہ کے گناہوں کا کفّارہ ہو جاتا ہے

تشبہ بالیہود کی مخالفت

فقط عاشوراء محرم کے روزہ میں چونکہ یہود سے تشبیہ کا اندیشہ تھا اس لئے حضور نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا تاکہ یہود کی مخالفت ہو جائے۔ اور تشبیہ بالیہود لازم نہ آئے لیکن آئندہ سال محرم تک حضورؐ زندہ نہ رہے، اور وصال ہو گیا۔

حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے۔

لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع ۵

اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھونگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضورؐ نے روزہ رکھا اور صحابہؓ کو روزہ کا حکم دیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہود کے نزدیک اس دن کی بہت زیادہ عظمت ہے تو آپ نے فرمایا

فاذا کان العام المقبل انشاء اللہ صمت الیوم التاسع فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی انشاء اللہ آئندہ سال نویں کا روزہ بھی رکھونگا۔ تاکہ یہود سے مخالفت ہو جائے لیکن آئندہ محرم سے پیشتر حضور کی وفات ہو گئی۔

ابن عباس کی ایک اور روایت میں مخالفت کی تصریح موجود ہے۔

ان عشنا خالفنا ھم وصمنا الیوم التاسع

اگر ہم زندہ رہے تو یہود کی مخالفت کریں گے۔ اور نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔

Marfat.com

بعض حضرات نے عدم تعمق کے باعث مخالفت کا انحصار صرف تو تاریخ کے روزہ کے ساتھ کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ مخالفت محض ایک دن کی زیادتی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ خواہ نویں تاریخ سے کی جائے یا گیارہویں سے۔ جیسا کہ امام احمد نے مرفوعاً حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے۔

صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیھود وصوموا قبلہ یوماً او بعدہ یوماً

یوم عاشورہ کا روزہ رکھو اور اس دن کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ ملا کر یہود کی مخالفت کرو۔

بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس مضمون کی روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

لئن بقیت امرت بصیام یوم قبلہ او یوم بعدہ۔

اگر میں زندہ رہا تو لوگوں کو نویں یا گیارہویں کے روزہ کا بھی امر کر دوں گا۔ پس ان احادیث کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کی مخالفت مقصود ہے۔ خواہ وہ نویں کا دن ملانے سے حاصل ہو جائے یا گیارہویں کے ملانے سے۔

توسیع علی العیال روزہ کے علاوہ اس دن اہل وعیال پر نفقہ کی وسعت کا بھی حکم ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے

من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء لم یزل فی سعۃ سائر سنتہ۔

یعنی جس شخص نے اپنے عیال کے لئے اس دن وسعت کی تو تمام سال اس کے ہاں برکت رہے گی۔

اگرچہ اس حدیث کے متعلق بعض محدثین نے کلام کیا ہے اور حافظ ابن تیمیہؒ نے

Marfat.com

تو اس باب میں کسی حدیث کی روایت ہی سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس روایت کے شواہد اس قدر ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو روایت حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے جو قابل احتجاج ہے چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن عراقی نے اس حدیث کو نقل کر کے اس امر کی تصریح کی ہے۔

لکن حسن علی رائی ابن حبان اور بیہقی کے ظاہری کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ان حدیث التوسعۃ حسن علی رای غیر ابن حبان۔ ابن حبان کے علاوہ اور محدثین بھی اس روایت کے حسن ہونے کے قائل ہیں۔

صاحب نفحات فرماتے ہیں کہ اس باب میں سب سے زیادہ جید سند ابن عبدالبر کی ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من وسع علی نفسہ واھلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنۃ۔

اس حدیث کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔

توسع اور صوم کے علاوہ اور کوئی چیز ثابت نہیں

یوم عاشورہ کے متعلق بعض اور باتیں بھی عوام میں مشہور ہیں۔ لیکن ان کی کوئی اصل نہیں۔ مثلاً سرمہ لگانا غسل کرنا۔ عبادت کرنا۔ زیارۃ عالم۔ ناخن کتروانا۔ ہزار بار سورہ اخلاص پڑھنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام چیزیں بے اصل۔ بلکہ موضوعات ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

اس ہی سلسلہ میں علامہ خرادی نے نفحات نبویہ میں آخری سال اور شروع سال کے لئے دو دعائیں نقل کی ہیں۔ جن کو ہم ناظرین کے لئے نقل کرتے ہیں۔ ان دعاؤں کو علامہ جمال الدین نے اپنی تاریخ میں شیخ عمر بن قدامۃ المقدسی سے نقل کیا ہے۔ نیز اپنے مشائخ سے ان دعاؤں کے متعلق بہت سی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ خاص طور پر وصیت کرتے ہیں کہ یہ دعائیں ضرور پڑھی جائیں۔

شروع سال کی دعا

اللّٰھم انت الابدی القدیم الاول وعلیٰ فضلک العظیم وکرم جودک المعول وھٰذا عام جدید قد اقبل اسالک العصمۃ فیہ من الشیطان واولیائہ والعون علیٰ ھٰذہ النفس الامارۃ بالسوء والاشتغال بما یقربنی الیک زلفی یاذا الجلال والاکرام ۵

جب شروع سال میں کوئی شخص اس دعا کو پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اس نے اپنی عمر کا بقیہ حصہ مجھ سے محفوظ کر لیا۔

لہ اے اللہ تیری ذات ابدی، ازلی اور اول ہے۔ اور اپنے عظیم فضل اور قابل بھروسہ بخشش و کرم کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ اور اے اللہ یہ نیا سال آپہنچا۔ اس کے اندر شیطان اور اس کے مددگاروں سے حفاظت کی۔ اور برائیوں کی طرف برانگیختہ کرنے والے اپنے اس نفس کے خلاف مدد کی اور ایسے اعمال میں مشغولیت کی جو میرے مرتبہ کو تیری ذات سے قریب کر دے اور آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ اے بزرگی اور کرم والے

آخر سال کی دعاء

اللھم ما عملت فی السنۃ مما نھیتنی عنہ ولم اتب منہ وحلمت فیھا علیّ بفضلک بعد قدرتک علی عقوبتی و دعوتنی الی التوبہ من جرأتی علی معصیتک فانی استغفرتُ فاغفرلی وما عملت فیھا مما ترضاہ و وعدتنی علیہ الثواب فاسئلک ان تتقبلہ منی ولا تقطع رجائی منک یاکریم۔

اس دعا کو تین مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ جو شخص اس دعا کو پڑھتا ہے تو شیطان مایوسانہ لہجہ میں کہتا ہے کہ میری ایک سالہ محنت کو اس نے ایک گھڑی میں برباد کر دیا۔

لہ اے اللہ۔ اس سال میں نے تیرے منع کردہ کاموں میں سے جتنے کام کئے ہیں اور ان سے اب تک توبہ نہیں کی۔ اور میری سزا پر قدرت کے باوجود تو نے اپنے فضل وکرم سے ان سے متعلق مجھ سے بردباری کا معاملہ کیا۔ اور آپ کی نافرمانی پر میری جرأت کے باوجود آپ نے مجھے توبہ کی طرف بلایا۔ تو اے اللہ اب میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں پس میری مغفرت کر دے۔ اور اے اللہ اس سال سے میں نے جتنے کام تیری مرضی کے مطابق کئے ہیں۔ اور ان پر تو نے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے تو میری درخواست ہے کہ ان تمام کو میری طرف سے قبول کر لے۔ اور اے کریم میری اس امید کو جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے منقطع نہ کیجئے۔

Marfat.com

ماہِ شعبان
اور
اسراف

جس طرح اسراف کی مذمت اور اس کی برائی سے ہر ایک مسلمان واقف ہے اسی طرح ماہ شعبان کی فضیلت اور اس کی بزرگی سے بھی کم و بیش ہر ایک مسلمان واقف ہے۔ شاید ہی کوئی سال ایسا ہو گا جب میں نے مسلمانوں کے لئے کچھ نہ لکھا ہو۔ جہاں تک میرا حافظہ مساعدت کرتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ مختلف عنوانات سے اب تک شعبان اور شب برأت کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو اگر جمع کیا جائے تو ایک کتاب طبع ہو سکتی ہے۔

آتش بازی کے متعلق اگر ایک مسلمان کو ماہ شعبان کی فضیلت سے مطلع کیا ہے۔ تو دوسری طرف ان بدعات و منہیات سے بھی آگاہ کیا ہے جس میں بدقسمتی سے مسلمان مبتلا ہیں بالخصوص آتشبازی کی رسم تو ایسی مذموم ہے کہ جس کی خرابی اور برائی سے کسی عقلمند کو بھی انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کوئی اخلاقی مسئلہ نہیں ہے جس کو خواہ مخواہ کی موشگافیوں سے طوالت دی جائے یا اس پر کسی نئی بحث کا دروازہ کھولا جائے۔ کون نہیں جانتا کہ ہر سال ہزاروں بے گناہ اس موذی اور مہلک کھیل کے پیچھے اپنی زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ چند دن میں آگ کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ ایک مفلس قوم

Marfat.com

محض اپنی جہالت اور بے وقوفی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں روپیہ اور زندگی کے عیوض جہنم خرید رہی ہے۔ [1] فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔

گناہ میں کمی اور زیادتی

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ گناہ پر زمان و مکان کا خاص اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک گناہ دہلی کے کسی بازار میں کیا جائے۔ اور یہی گناہ مسجد حرام میں کیا جائے یا معاذ اللہ مسجد نبوی میں کیا جائے۔ اسی طرح ایک گناہ کسی معمولی مہینہ میں کیا جائے۔ اور پھر یہی گناہ عرفہ کے دن کیا جائے۔ اور پھر یہی گناہ شہر رمضان میں کیا جائے۔ اگرچہ گناہ ایک ہی ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ وہ کسی مقدس مقام یا کسی مقدس مہینہ میں کیا گیا ہے۔ اس کی سزا سخت اور عقوبت دردناک ہے۔ یہ ایک ایسا کلیہ ہے کہ اس پر تو کسی ذی علم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر مضمون کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو اس کو دلائل سے ثابت کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

اتنی بات معمولی سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ شراب کو بازار میں پینا اور مسجد میں پینا اور معمولی دنوں میں پینا، اور رمضان میں پینا، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں عام طور سے فسق و فجور میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک فاسق و فاجر بھی اس کا احساس کرتا ہے کہ رمضان شریف کا احترام کیا جائے اور اس محترم کے مہینہ میں گناہ سے اجتناب کیا جائے۔

---

[1] پس نہیں نفع دیا ان کو ان کی تجارت نے اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے۔

Marfat.com

اس تمہید کے بعد آج کے مضمون میں مجھے صرف دو باتیں عرض کرنی ہیں۔ اول یہ کہ ماہ شعبان کو دوسرے مہینوں پر کوئی خاص امتیاز حاصل ہے یا نہیں اور اس کی پندرہویں شب کو دوسری راتوں پر کوئی خاص شرف ثابت ہے یا نہیں۔

دوم یہ کہ آتشبازی کی رسم مردود و مذموم ہے یا نہیں اور اسراف حضرت حق کی عدم محبت اور دخول نار کا موجب ہے یا نہیں۔ اگر یہ دونوں مقدمات ناظرین کی سمجھ میں آگئے تو میری گذارش کا مطلب سمجھنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔

وما توفیقی الا باللہ ہ

(چاہتا ہے نہیں دیتا)

پہلا مقدمہ

شعبان کی بزرگی اور فضیلت کے متعلق جو کچھ آج تک لکھا گیا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس بحث کی ضرورت ہے کہ اس باب میں جو حدیثیں منقول ہیں وہ ضعیف ہیں یا شیخین کی شرط پر نہیں ہیں اور نہ اس امر پر بحث کرنا مقصود ہے کہ لیلۃ البراۃ یا لیلۃ المبارک سے مراد وہ شب قدر ہے جو رمضان میں آتی ہے۔

اس مختصر مضمون میں کسی طویل بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر احادیث بھی اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں جو یقوی بعضہ بعضاً کی مصداق ہے۔ اس لئے اس بحث میں مبتلا ہو کر تضیع اوقات کی ضرورت نہیں۔ اگر وقت نے مساعدت کی تو انشاء اللہ پھر کسی موقع پر مفصل عرض کیا جائے گا۔ شعبان کے مہینہ میں سب سے بڑی خصوصیت تو یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھتے تھے اور شعبان

Marfat.com

کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ اس مہینہ کی بزرگی سے ناواقف ہیں یہ مہینہ رجب اور شہر رمضان کے مابین ہے۔ اس مہینہ میں لوگوں کی موت اور رزق لکھا جاتا ہے اس مہینہ میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میری خواہش یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہو رہے ہوں تو میں روزے جیسی عبادت کے ساتھ متصف ہوں اسی طرح پندرہویں شب میں حضور کا امت کے لئے استغفار کرنا اور جنت بقیع میں تشریف لے جانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا تلاش کرنا اور حضور کا یہ فرمانا کہ مجھ سے جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ آج کی رات سونے کی نہیں ہے۔ اس شب میں اللہ تعالےٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور تمام گنہگاروں کو بخش دیا جاتا ہے۔ آج کی رات اللہ تعالےٰ قبیلۂ کلب کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کی تعداد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ البتہ ماں باپ کا نافرمان، اور شراب کا عادی نہیں بخشا جاتا اور وہ دو شخص بھی نہیں بخشے جاتے جو دلوں میں کینہ رکھتے ہیں۔ اس قسم کی اور بہت سی روائتیں ہیں جن میں کم و بیش یہی الفاظ ہیں۔ اور ایک روایت دوسری روایت کے لئے موجب تقویت ہے۔ بعض روائتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پندرہویں شب کو عبادت کرنے اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان تمام احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالعہ کرنے سے حسب ذیل خصوصیات ثابت ہوتی ہیں۔ حضور کا اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھنا اس مہینہ میں رمضان کے حصول کی دعا کرنا اس مہینہ کی پندرہویں شب میں حضرت حق جل مجدہٗ کا آسمان دنیا پر نزول فرمانا اور گنہگاروں کو بکثرت بخشنا آئندہ سال کے لئے بندوں کے رزق۔ موت اور دیگر امور کو متعین فرمانا۔ آئندہ سال کے لئے اس قسم کے امور کا فرشتوں کو اجمالی علم

Marfat.com

ہونا۔ اس مہینہ کی پندرہویں شب میں عبادت کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شب میں مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جانا۔ قبرستان میں جاکر امت کی مغفرت کیلئے دعا کرنا بقیع سے واپس آکر حجرۂ مبارک میں طویل نماز پڑھنا۔ اس مہینہ کی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس مہینہ کے لئے یہ فرمانا کہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے جس کی عظمت سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ یہ تمام امور جن کا خلاصہ میں نے عرض کیا ہے اس امر پر دال ہیں کہ ماہ شعبان کی حالت دوسرے مہینوں کی مانند نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے مہینوں سے اس مہینے کو ایک خاص امتیاز اور عظمت حاصل ہے۔ رمضان المبارک ذی الحجہ کے علاوہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماہ شعبان کو باقی مہینوں پر خاص شرف و عظمت حاصل ہے۔ اور اس مہینہ میں کسی گناہ کی وہ حیثیت ہرگز نہیں ہے۔ جو دوسرے مہینوں میں ہوا کرتی ہے کیونکہ یہ امر پہلے ہی ثابت ہے کہ کسی مقدس مقام یا کسی مقدس مہینہ میں جرم کرنا اس سے بہت زیادہ سخت ہے کہ جو کسی عام مقام یا سادے دنوں میں کیا جائے۔

دوسرا مقدمہ

ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب میں جو خصوصیات مذکور ہوئی ہیں انکے بعد صرف اس امر کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ان اعمال پر بحث کی جائے جن کا ارتکاب عام طور پر مسلمان اس مہینہ میں کرتے ہیں۔ ان اعمال میں سب سے قبیح رسم جو اس مضمون میں زیر بحث ہے، وہ آتش بازی کی رسم ہے۔ آج تک اس سلسلہ میں بے شمار مضامین اور پوسٹر شائع ہو چکے ہیں عام طور سے اس قبیح اور مہلک

Marfat.com

رسم کی مذمت میں قرآن شریف کی آیت ان المبذرین الخ سے استدلال کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ تبذیر اور اسراف کی حرمت میں یہ آیت نہایت صاف اور واضح ہے۔ اس سے بڑھ کر مبذرین کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کو شیاطین کا بھائی کہا گیا۔ اور پھر شیاطین کو لفظ کفور یعنی نافرمان سے روشناس کیا گیا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مبذرین سخت ناسپاس اور نافرمان ہیں۔ ناسپاسی بالکل ظاہر ہے۔ مال و دولت حضرت حق جل مجدہٗ کی ایک نعمت ہے۔ جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ بندہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا اور اس دولت کو ایسے مصارف میں خرچ کرتا۔ جو حضرت حق کی رضامندی کے موجب ہوتے لیکن جو شخص اپنی دولت کو شریعت کے خلاف امور میں خرچ کرے اور فسق و فجور میں اللہ تعالٰے کی نعمت کو برباد کرے تو اس سے بڑھ کر محسن کشی اور ناسپاسی کیا ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں مبذرین کو ناسپاس اور کافر کہا گیا ہے۔ اس ہی مضمون کو دوسری آیت میں ایک اور عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے جس کا لہجہ اس سے زیادہ ترش اور غضب آمیز ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

ان اللہ لا یحب المسرفین۔

ہم فضول خرچی اور بے موقع خرچ کرنے والوں سے محبت کرنے کو تیار نہیں ہیں"۔ دونوں آیتوں کے عنوان اگرچہ مختلف ہیں لیکن دونوں کو ملا کر دیکھیے کہ مسرفین و مبذرین سے کس طرح بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس محبت کی نفی وہی حضرات محسوس کر سکتے ہیں جن کو کبھی حسن و عشق کے مصائب سے دوچار ہونے کا اتفاق ہوا ہو۔ ظاہر عنوان اگرچہ نرم معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں شیطان کا لفظ سے

Marfat.com

اور نہ کافر کا صرف عدم محبت کا اظہار ہے لیکن مسرفین کی اس سے بڑھ کر کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ ان سے قطع محبت کا اعلان کیا جائے اگر غور کیا جائے تو یہ وہ ناقابل برداشت دھمکی ہے جس کا تحمل ایک صادق مسلمان کے لئے ناممکن ہے۔ عشق مجازی اور حسن فانی کے انسانوں میں ہم نے بار بار سنا ہے کہ بچارا عاشق و طالب سب کچھ سننے کو تیار ہو سکتا ہے تمام کڑوی کسیلی باتیں سنی جا سکتی ہیں۔ گالیاں بلکہ مار پیٹ بھی ایک عاشق کے لئے سہل ہے لیکن یہ سننا گوارا نہیں کہ اب تم سے ہمارا کوئی واسطہ یا تعلق نہیں رہا۔ جب دنیاوی محبت اور عشق کی یہ حالت ہے تو خدارا غور کرو کسی نالائق بندے سے حضرت حق جل مجدہٗ کا یہ فرمانا کہ اگر فضول خرچی سے باز نہیں آتے تو ہماری محبت سے ہاتھ دھولو۔ کس قدر دردناک اور خوفناک ہے، پوچھو ان سے جو اس کی محبت کو جنت کے عیوض خریدنے کو تیار ہیں۔ ان سے دریافت کرو جن کا یہ قول مشہور ہے۔

لہ وکانت السقر نصیب العاشقین مع وصالہٖ فواشوقاہ ولو کانت الجنۃ نصیب المشتاقین بدون جمالہٖ فواویلاہ۔

پوچھو ان سے جو سب کچھ سننے کو تیار ہیں لیکن محبت کی نفی ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ بنی اسرائیل کی آیت میں خفگی سہی غصہ سہی شیاطین کا بھائی اور کافر سہی لیکن تعلقات محبت و آشتی کا انقطاع اس میں نہیں ہے۔

لہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے وعدے پر اگر جہنم عاشقوں کا حصہ بن جائے تو ہائے شوق اس کا اور اگر مشتاقین جمال کے لئے بغیر وعدہ جمال کے جنت حصہ بن جائے تو ہائے واویلا اس پر۔

سورہ اعراف کی آیت میں اختصار ہے۔ الفاظ بہت کم ہیں لیکن جو کچھ کہا گیا ہے وہ اتنا خوفناک ہے کہ اس کے مقابلہ میں موت بلکہ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ بھی آسان ہے۔ وہ دوزخ ایک عاشق کو سہل ہے جس میں مہربانی اور ملاطفت کی شعائیں موجود ہوں اور وہ جنت ناقابل برداشت ہے جس میں خفگی ناراضگی اور عدم محبت کا مظاہرہ کیا جارہا ہو۔ اس خفگی اور حرماں نصیبی کے بعد بھی بدقسمت آتشبازوں کے لئے کوئی گنجائش ہے کہ وہ اپنے دین و دنیا کو تباہ کریں۔ شیطان بنیں اور خدا کی محبت سے تہی دامن ہو جائیں۔

عدم محبت کی بحث

اس موقع پر بے جا نہ ہوگا۔ اگر مسرفین کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی تذکرہ کر دیا جائے جو عدم محبت کی وعید میں ان بدقسمتوں کے ساتھ شریک کر دیئے گئے ہیں۔ مضمون ضرور طویل ہو جائے گا لیکن جب ایک چیز سامنے آگئی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام طبقات مسلمانوں کے سامنے آجائیں جن کے متعلق حضرت حق جل مجدہٗ نے عدم محبت کا اعلان کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے انتہائی عجلت میں اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ لیکن پھر بھی کلام اللہ سے حسب ذیل مواقع تلاش کر کے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو سیقول پارہ ۲ سورہ بقرہ ان اللہ لا یحب المعتدین (اللہ تعالٰی حد سے تجاوز کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

خواہ مخواہ کسی کافر کو قتل نہ کرو۔

اللہ تعالٰی حد سے تجاوز کرنے والوں کے ساتھ محبت نہیں کرتا۔ اسی

Marfat.com

پارہ میں حق سبحانہٗ کا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

واللہ لا یحب الفساد، (اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں۔)

تلک الرسل پارہ نمبر۳ میں ارشاد فرماتا ہے

ان اللہ لا یحب کل کفار اثیم۔ (اللہ تعالیٰ کسی نافرمان گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔)

اسی پارہ میں سورۂ آلِ عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان اللہ لا یحب الکافرین (اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔)

اسی پارہ میں اور اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

واللہ لا یحب الظالمین (اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔)

والمحصنٰت پارہ نمبر۵ سورہ نساء میں رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق کی بحث میں ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوئے شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔ بخل کے عادی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہو وہ اس کو چھپاتے ہوں۔)

پھر اسی پارہ میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیماً۔ (اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست نہیں رکھتا جو خائن اور گنہگار ہو)

پھر چھٹے پارہ کی ابتدا میں ارشاد فرمایا ہے۔

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ (اللہ تعالےٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی بری بات کا اعلان کیا جائے۔ مگر ہاں مظلوم کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اپنے ظالم کا ظلم بیان کر سکتا ہے)

اسی پارہ کے آخر میں ارشاد ہوا ہے۔

واللہ لا یحب المفسدین (اللہ تعالےٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا)

ولوانا پارہ ۸ میں وہی آیت ہے جو اس مضمون میں زیر بحث ہے۔

ان اللہ لا یحب المسرفین۔

پھر اسی پارہ کے آخری حصہ میں ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ لا یحب المعتدین (اللہ تعالےٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

واعلموا پارہ ۱۰ سورۃ انفال میں ارشاد فرمایا ہے۔

ان اللہ لا یحب الخائنین۔ (اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔)

امن خلق پارہ ۲۰ سورۃ قصص کے آخری حصہ میں قارون کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

ان اللہ لا یحب الفرحین (اللہ تعالےٰ کسی اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا)

Marfat.com

پھر اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ان اللہ لا یحب المفسدین (اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا)

اتل ما اوحی پارہ ۲۱ سورۃ روم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان اللہ لا یحب الکفرین (خدا تعالیٰ نافرمانوں کو دوست نہیں رکھتا)

اسی پارہ کے سورۃ لقمان میں ارشاد فرمایا ہے۔

ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (بیشک اللہ تعالیٰ کسی متکبر بے جا فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا)

الیہ یرد پارہ ۲۵ سورۃ شوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ لا یحب الظالمین (اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا)

قال فما خطبکم۔ پارہ ۲۷ سورۃ حدید میں ارشاد ہوتا ہے۔

واللہ لا یحب کل مختالٍ فخور (اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور شیخی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا)

ان تمام آیتوں کا ذکر کرتے میں میں نے پوری احتیاط کی ہے لیکن ممکن ہے کہ شاید کوئی اور آیت رہ گئی ہو۔ میرا خیال تھا کہ ان آیتوں کا ربط بیان کر دیا بھی بہت مناسب تھا۔ مثلاً ان تمام مذکورین میں مابہ الاشتراک وجہ پر بھی روشنی ڈال دی جاتی۔ اور ناظرین کو یہ بتا دیا جاتا کہ ان سب لوگوں میں (جن سے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی دوستی اور محبت کا انکار کیا) باہمی کیا مناسبت ہے۔

لیکن فقط اس اندیشہ سے کہ مضمون طویل ہو جائے گا نہ اس بحث کو ترک کرتا ہوں۔ انشاء اللہ کسی آئندہ فرصت میں صرف اسی مسئلہ پر چند سطور قلمبند کر دوں گا۔ اگر اس بدقسمت اور حرماں نصیب گروہ کے ساتھ ان حضرات کا بھی تذکرہ کر دیا جائے کہ جن سے جناب باری عز اسمہٗ نے اپنی دوستی اور محبت کا اظہار کیا ہے مثلاً

ان اللہ یحب المقسطین (خدائے تعالےٰ عادل لوگوں کو پسند کرتا ہے)

تو شاید اس مضمون کی تکمیل ہو جاتی اور ناظرین دونوں طبقوں کو بآسانی سمجھ لیتے اور تعارف الاشیاء باضدادھا[1] کے اصول پر اس طبقہ کی حالت اچھی طرح سمجھ میں آجاتی۔ لیکن وقتی عدم مساعدت کثرت افکار و مضمون کی طوالت کا اندیشہ اسی کے لئے مقتضی ہیں کہ مضمون تشنہ چھوڑتے ہوئے ناظرین کتاب سے معذرت کی جائے اور بشرط زندگی کسی دوسری صحبت کے لئے وعدہ کیا جائے۔

آخری تنبیہ

آج کے مضمون میں قرآن کی آیتوں سے اسراف اور تبذیر کی مذمت پر استدلال کیا گیا ہے ایک بنی اسرائیل کی آیت جس میں مبذرین کو شیاطین کا بھائی کہا گیا ہے اور دوسری سورۃ اعراف کی آیت جس میں حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مسرفین کی محبت کے انکار کا اعلان فرمایا ہے۔ ان آیتوں کے علاوہ آپ کو تعجب ہوگا فرعون کو بھی مسرفین میں شمار کیا گیا ہے[2] وانہ لمن المسرفین۔ پارہ ۱۱ سورہ یونس۔

---

[1] اشیاء اضداد سے پہچانی جاتی ہیں

[2] اور وہ اسراف کرنے والوں میں سے ہے البتہ۔

Marfat.com

شعبان کی
پندرہویں شب

اس میں شک نہیں کہ دنیا کی مختلف قومیں باہمی اختلاط و اتحاد کے باعث ایک دوسرے کی تہذیب و تمدن کو قبول کر لیتی ہیں۔ موجودہ تہذیب میں بھی باوجود اس کے کہ ہر قوم اپنے تمدن اور کلچر کے تحفظ کی دعویٰ دار ہے۔ ایک ملک کی مختلف قومیں ایک دوسرے کی تہذیب کو اختیار کر لیتی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایک قوم دوسری قوم کی تہذیب اور اس کے تمدن کو اتنا اپنا لیتی ہے کہ یہ پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس قوم کا اصلی تمدن کیا ہے۔

سیاسی اقتدار

عام طریقے سے یہ تغیرات سیاسی اقتدار کے مرہون منت ہوا کرتے ہیں جب ایک قوم دوسری قوم پر حاکمانہ اختیارات اور شاہانہ اقتدار کے ساتھ حکمراں ہوتی ہے تو اپنی تہذیب اور تمدن کو بھی محکوم قوم پر مسلط کر دیتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ تسلط جبر و کراہ کے ساتھ کیا جائے۔ بلکہ انسانی طبیعت ہی اس وضع پر مخلوق ہوئی ہے کہ بلاوجہ ذی اقتدار قوم کے تمدن کو پسند کرتی ہے۔ آج کل انگریز کسی ہندوستانی کو ہیٹ لگانے یا کوٹ پتلون پہننے پر مجبور نہیں کرتے، لیکن پھر بھی مسلمان انگریزی فیشن کے دلدادہ اور متوالے ہیں۔ اس تعداد ہی پر بس نہیں۔ بلکہ ان دلدادگان فیشن کی تعداد روز افزوں نظر آتی ہے اور یہی غالباً الناس علیٰ دین ملوکھم کا مطلب ہے۔

Marfat.com

ہر چند کہ قومی تہذیب کے تغیر میں سیاسی اقتدار کو بڑا دخل ہے لیکن باہمی اختلاط اور ارتباط کے اثرات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آج مسلمانوں میں صدہا بدعات وخرافات اس طرح رائج ہیں کہ بعض جاہل ان کو اسلام کا جزو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں اس کا وجود بھی نہیں۔ شادی، غمی کی رسومات ومنکرات صدہا میلے اور تہوار مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں اس طرح داخل ہو گئے ہیں کہ غیر تو غیر خود مسلمان ان کو مذہبی چیزیں خیال کرتے ہیں۔ اور ان منکرات کی اس طرح پابندی کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو سمجھائے اور ان رسومات سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ان رسومات قبیح کو جاہلوں نے ایسا اپنا لیا ہے کہ آج اسلام اور مسلمانوں کے گھروں سے ان کا نکالنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا ناخن کو گوشت سے جدا کرنا۔ منجملہ ان رسومات منکرہ کے جن میں آج کل مسلمان اپنی اقتصادی حالت کو تباہ کر رہے ہیں۔ شب براءت کی بھی رسوم ہیں جو بقول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ آتش پرستوں اور ہندوؤں کے تیوہاروں سے ان میں داخل ہو گئی ہیں۔

شعبان کی فضیلت

اگر ایک طرف جاہل مسلمان اپنی جہالت کے باعث ان رسومات قبیحہ کے پورے پابند ہیں تو دوسری طرف بعض ایسے بھی حضرات ہیں جو ان تمام بدعات اور امور منکرہ سے متنفر ہیں بلکہ وہ ہر مذہبی چیز کو اسلام کے اصلی رنگ میں دیکھنا چاہتے

Marfat.com

ہیں اور ہمیشہ یہ معلوم کرنے کے متلاشی رہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ کیا ہے، اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ ایسے اصحاب کے لئے جو حقیقۃً بدعات اور اسراف سے بچ کر مذہب کی صحیح اور سیدھی سادی راہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب کو اسلامی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے کتب احادیث سے ہم ذیل کی حدیثیں جمع کر دینا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اس مختصر مقالہ میں احادیث کی حیثیت پر بحث کرنا مشکل ہے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ شعبان کی فضیلت اور پندرہویں شب کی خصوصیت کے بارے میں کسی صحیح حدیث سے استدلال کرنا مشکل ہے۔ ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد ان احادیث کو حسن کا مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور محدثین کے نزدیک فضائل اعمال میں توسع بھی ہے۔ اس لئے جہاں تک کسی نیک عمل کرنے کا تعلق ہے۔ یہ تمام احادیث جو ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں، کافی ہیں۔

خدائے تعالے مسلمانوں کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور انکو بدعات و اعمال سیئہ سے بچائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

لہ اور نہیں ہے یہ کام خدائے تعالے پر مشکل۔

شعبان کے متعلق احادیث

(۱) شعبان بین رجب وشہر رمضان یغفل الناس عنہ یرفع فیہ اعمال العباد فاحب ان لا یرفع عملی الا وانا صائم (بیہقی)

شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے جس کی فضیلت سے لوگ بے خبر ہیں۔ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

(۲) شعبان شہری ورمضان شہر اللہ (دیلمی)

شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

(۳) حضرت انس کی روایت میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان (ابن عساکر)

رجب کا چاند دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ یا اللہ رجب اور شعبان میں ہم کو برکت عطا فرما اور ہم کو خیریت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے۔

(۴) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم حتیٰ نقول لا یفطر ویفطر حتیٰ نقول لا یصوم ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

Marfat.com

الہٖ وسلم استکمل صیام شھر قط الا رمضان وما رأیت فی شھر اکثر منہ صیاماً فی شھر شعبان (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب آپ نفلی روزے رکھنے شروع کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب روزے ترک نہیں فرمائیں گے۔ اور جب روزے چھوڑ دیتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ رکھیں گے ہی نہیں۔ جس مہینہ میں آپ کو پورے روزے رکھتے دیکھا وہ رمضان ہے اور جس مہینہ میں زیادہ رکھتے دیکھا وہ شعبان ہے۔

(۵) ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی شھر اکثر صیاما منہ فی شعبان کان یصومہ الا قلیلا بل کان یصومہ کلہ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کسی مہینہ میں سوائے شعبان کے مہینہ کے آپ کو بکثرت روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ شعبان کو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے۔

(۶) کان احب الشھور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان یصوم شعبان ثم یصلہ برمضان (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات بہت پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے ہوئے۔ شعبان کو رمضان سے ملا دیا جائے۔

(۷) لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یصوم شھراً اکثر من شعبان فانہ کان یصوم شعبان کلہ وکان یقول خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے شعبان کے دوسرے مہینہ میں بکثرت روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے متعلق تو یہ کہنا چاہیئے کہ پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے۔ اور لوگوں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ عمل اپنی استطاعت اور طاقت کے موافق کیا کرو۔ اللہ تعالےٰ ثواب دینے سے عاجز نہیں ہے بلکہ تم عمل کی کثرت سے تھک جاؤ گے۔

(۸) ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم شہرین متتابعین الا شعبان و رمضان (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ سوائے شعبان اور رمضان کے دوسرے مہینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواتر روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔

(۹) لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم من السنۃ شہر تاماً الا شعبان کان یصلہ برمضان (نسائی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام سال میں سوائے شعبان کے کسی اور مہینہ کے پورے روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ البتہ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

(۱۰) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

ارشاد فرمایا

ذلک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان وھو شہر

Marfat.com

یرفع فیہ الاعمال الیٰ رب العلمین فاحب یرفع عملی وانا صائم (نسائی)

یہ شعبان کا ایک مہینہ ایسا ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس مہینہ کی فضیلت سے غافل ہیں۔ اس مہینہ میں اللہ رب العالمین کے روبرو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

(۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی روایت میں ہے۔

حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ یکتب فیہ کل نفس میتۃ تلک السنۃ فاحب ان یاتینی اجلی وانا صائم ہ

اللہ تعالےٰ اس مہینہ میں سال بھر کے مرنے والوں کو معین فرماتا ہے۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میری موت کا سال اور وقت معین کیا جائے تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

(۱۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

لانہ تنسخ ارواح الاحیاء فی الاموات حتیٰ ان الرجل یتزوج وقد وقع اسمہ فیمن یموت وان الرجل لیحج وقد وقع اسمہٗ فیمن یموت ہ

مرنے والوں کا نام زندوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کا نام مردوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔ انسان حج کو جاتا ہے اور اس کا نام مردوں کے دفتر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔

ان امرأۃ ذکرت لها انها تصوم رجب فقالت ان کنت صائمة شهراً لا محالة فعليك بشعبان فانه فيه الفضل۔

ایک عورت کا ذکر کیا گیا کہ وہ رجب میں بہت روزے رکھتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر عورت کو نفلی روزے رکھنے ہی ہیں تو پھر شعبان میں رکھا کرے کیونکہ شعبان کی ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے۔

(۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی ایک روایت میں ہے۔

انه ليس نفس تموت فی سنة الا كتب اجلها فی شعبان فاحب ان يكتب اجلی وانا فی عبادة ربی وعمل صالح۔

کوئی شخص جو آئندہ سال میں مرنے والا ہے۔ اس کا نام شعبان کے مہینہ میں معین ہو جاتا ہے اور وہ زندوں کی فہرست سے علیحدہ کر کے مردوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل کا وقت معین ہو رہا ہو تو میں اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوں۔

(۱۵) ایک اور روایت میں ہے۔

انه يكتب فيه لملك الموت من يقبض فاحب ان لا ينسخ اسمی الا وانا صائم۔

اس مہینہ میں ان لوگوں کے نام ملک الموت کو لکھوا دیئے جاتے ہیں۔ جو سال بھر میں مرنے والے ہوتے ہیں۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ جب میرا نام ملک الموت لکھ رہے ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

Marfat.com

پندرہویں شب

(۱۶) عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

اذا کان لیلۃ النصف من شعبان رفع الی ملک الموت صحیفتہ فان العبد لیغرس الغراس وینکح الازواج ویبنی البنیان وان اسمہ قد نسخ فی الموتیٰ ۰

شعبان کی پندرہویں شب کو ملک الموت کے سامنے ایک رجسٹر پیش کر دیا جاتا ہے اور ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اس رجسٹر میں سے نقل کر لو۔

آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، نکاح کرتا ہے، مکان بنواتا ہے، اور حال یہ ہے کہ اسکا نام مُردوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

(۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

تقطع الاجال من شعبان الی شعبان حتیٰ ان الرجل لینکح و یولد لہٗ وقد خرج اسمہ فی الموتیٰ۔

شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کے نام مُردوں کی فہرست میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔ انسان نکاح کرتا ہے۔ اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے۔ مگر اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

(۱۸) حضرت عکرمہ کی تفسیر میں ہے۔

یبرم السنۃ وینسخ الاحیاء فیکتب الحاج فلا یزاد فیہم احد ولا

Marfat.com

ینتقص منهم احدٌ۔

سال بھر ہونے والے واقعات لکھدیئے جاتے ہیں۔ پیدا ہونے والے حج کرنے والے وغیرہ پھران میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔

(۱۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:۔

ینزل اللہ تعالٰی الی السماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شئی الا رجل مشرکٌ او فی قلبہ شحناء (بیہقی)

اللہ تعالٰی شعبان کی پندرہویں شب کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ہر گنہگار کی مغفرت کر دیتا ہے۔ مگر مشرک کو نہیں بخشتا اور ان اشخاص کو بھی نہیں بخشتا جن کے دل میں کینہ اور عداوت اور ایک دوسرے سے دشمنی ہوتی ہے۔

(۲۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے۔

اذا کان لیلۃ نصف الشعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ تعالٰی ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہٗ الا من مسترزق فارزقہٗ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر (ابن ماجہ بیہقی)

جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں عبادت کیا کرو اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔ اس رات کو اللہ تعالٰی مغرب کے وقت سے آسمان دنیا پر اپنی رحمت کے ساتھ نزول فرماتا ہے۔ اور یوں ارشاد فرماتا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے تو اس کو بخش دوں۔ کوئی رزق مانگنے والا ہو تو اسکو رزق سے مالا مال کر دوں۔ کوئی بیمار ہو تو اس کو صحت عطا کر دوں۔ غرض اسی طرح

Marfat.com

ایک ایک ضرورت مند کو صبح صادق تک پکارتا ہے۔

(۲۱) حضرت علی کرم اللہ وجہ پندرہویں شب کو باہر تشریف لائے اور بار بار آتے رہے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے رہے۔ اور پھر فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام بھی اس رات کو باہر نکل کر آسمان کو دیکھتے تھے اور فرماتے تھے۔

ان ھٰذہ الساعۃ ما دعا اللہ فیھا احد الا اجابہٗ ولا استغفرہ احد فی ھٰذہ اللیلۃ الا غفر لہٗ مالم یکن عشاراً او ساحراً او کاھناً او عریفاً او شرطیاً او جابیاً او صاحب کوبۃ او عرطبۃ۔

یہ ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ سے جو دعا مانگو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ دعا کرنے والا ٹیکس وصول کنندہ نہ ہو، جادوگر نہ ہو، نجومی اور غیب کی باتیں بتانے والا نہ ہو۔ جلاد اور ظلم کے ساتھ مال وصول کرنے والا نہ ہو۔ قمار باز اور گا بجا کر روزی کمانے والا نہ ہو۔

(۲۲) ان اللہ تعالیٰ یطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن او قاطع رحم۔

اللہ تعالےٰ شعبان کی پندرہویں شب میں بندوں کی جانب رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ اور تمام گنہگاروں کو بخش دیتا ہے، مگر مشرک کینہ پرور اور گو دیث کے رشتوں کو منقطع کرنے والا نہیں بخشا جاتا۔

(۲۳) یفتح اللہ الخیر فی اربع لیال لیلۃ الاضحٰی والفطر ولیلۃ النصف من شعبان ینسخ فیہ الاجال والارزاق ویکتب فیھا الحاج وفی لیلۃ العرفۃ الی الاذان۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ چار راتوں میں بندوں میں خیر اور رحمت نازل کرتا ہے۔ ذی الحجہ کی دسویں رات، عید کی رات، شعبان کی پندرہویں رات، اس رات میں لوگوں کی موت اور ان کا رزق اور حج کرنے والوں کی تعداد لکھی جاتی ہے۔ اور چوتھی عرفہ کی رات ہے صبح کی اذان تک بندوں کے ساتھ رحمت اور مغفرت کا معاملہ ہوتا رہتا ہے۔

میرے پاس جبرئیل تشریف لائے اور انہوں نے کہا۔

ھٰذہ اللیلۃ النصف من شعبان واللّٰہ فیہ عتقاء من النار بعدد شعر غنم کلب ٥

یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں قبیلہ کلب کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر گنہگار دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔

(۲۴) حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ میں نے ایک دن حضور کو نہیں پایا میں آپ کو تلاش کرنے نکلی تو میں نے آپ کو بقیع میں دیکھا کہ آپ اپنا سر اٹھائے ہوئے آسمان کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر فرمایا۔

یا عائشہ اکنت تخافین ان یحیف اللّٰہ علیك و رسولہ۔

اے عائشہ کیا تجھ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے حق میں دست اندازی کرے گا۔

میں نے عرض کیا۔ حضور میں نے یہ خیال کیا کہ آپ دوسری بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا ان اللّٰہ عزوجل ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب ٥

اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب

Marfat.com

کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کو بخش دیتا ہے (کلب عرب کا ایک قبیلہ ہے جس میں بکریاں اور بھیڑیں کثرت سے ہوتی ہیں۔)

(۲۵) اذا کان لیلۃ النصف من شعبان اطلع اللہ تعالیٰ الی خلقہ فیغفر للمومنین والمومنات ویملی للکافرین ویدع اھل الحقد لحقدھم حتی یدعوہ۔

جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت کر دیتا ہے کافروں کو مہلت دیتا ہے کینہ پروروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جب تک وہ اپنی کینہ پروری سے باز آئیں۔

(۲۶) ابن قانع کی روایت میں ہے۔ لا ینظر اللہ فیھا الی مشرک ولا الی مشاحن ولا الی قاطع رحم ولا الی مسبل ازر ولا الی عاق والدیہ ولا الی مدمن خمر ۵۔

اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک کو، اور کودپٹ کے رشتہ داروں کو منقطع کرنیوالیکو، ماں باپ کے نافرمان کو تکبر کی راہ سے ٹخنوں سے نیچے ازار رکھنے والے اور شراب کے عادی کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

(۲۷) اذا کان اول لیلۃ من شعبان فینسخ الملک الموت کل من یقبض روحہ فی تلک السنۃ الی مثلھا من العام المقبل وان الرجل لینکح النساء و یولدلہ ویبنی ویغرس ویظلم ویفجر وما لہ ثم فی الاحیاء۔

شعبان کی پہلی رات کو ہر شخص کا نام ملک الموت کو لکھوا دیا جاتا ہے جو آئندہ سال میں مرنے والا ہوتا ہے۔ انسان نکاح بھی کرتا ہے۔ اور کھیتی باڑی بھی کرتا ہے، اور نام اسکا

Marfat.com

مردوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔ ۲۸ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اتفاقاً ایکمرتبہ شعبان کی پندرھویں رات میری رات تھی۔ جب آدھی رات گذری تو میں نے حضور کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے نکلی اور عالم سے جو عورتوں میں غیرت ہوتی ہے' وہی غیرت مجھے بھی آئی میں نے اپنی چادر اوڑھی اور سب بیویوں کی کوٹھریوں میں آپ کو تلاش کرتی پھری۔ جب حضور کو کہیں نہ پایا تو مجبوراً لوٹ کر اپنے حجرے میں واپس آئی تو دیکھا کہ آپ ایک کپڑے کی طرح زمین پر سر رکھے ہوئے فرما رہے ہیں۔

سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ فَھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اغفر الذنب العظیم سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ۔ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور دوبارہ سجدہ کیا اور دو سرے میں فرمایا۔ اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من عقابک واعوذ بک منک انت کما اثنیت علیٰ نفسک اقول کما قال داود اخی فاعفر وجھی فی التراب لسیدی وحق لہ ان یسجد پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرمایا۔ اللھم ارزقنی قلبا تقیا من الشرک نقیا لا فاجرا ولا شقیا۔ پھر میری چادر میں آکر لیٹے تو میرا سانس چڑھا ہوا تھا' مجھ سے فرمایا اے عائشہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے آپ کو تمام معاملہ کی خبر دی' تو آپ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرماتے تھے' افسوس ان گھٹنوں پر یہ گھٹنے آج کی رات تھک گئے۔ یہ رات تو ایسی ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کی بخشش فرماتا ہے۔ مگر مشرک اور کینہ پرور نہیں بخشا جاتا۔ (بیہقی)

(۲۹) حضرت عائشہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور میرے ہاں تشریف لائے اور ابھی کپڑے نہیں اتارنے پائے تھے یکایک کھڑے ہو گئے اور تشریف لے گئے میں غیرت کی ماری تمام حجروں میں ڈھونڈتی پھری' آخر آپ کو بقیع میں پایا کہ آپ قبرستان میں مومنین اور مومنات اور شہداء کے لئے دعا مانگ رہے تھے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہو جائیں آپ اپنے رب کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کی

Marfat.com

حاجت میں مشغول ہوں۔ میں وہاں سے لوٹ آئی جب حضورؐ واپس آئے تو میرا سانس چڑھا ہوا تھا حضورؐ نے دریافت کیا تو میں نے سارا قصہ سنایا حضورؐ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرئیل نے آکر کہا تھا کہ یہ شعبان کی نصف رات ہے اس رات میں اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ مشرک کینہ پرور اور قاطع رحم مبلؔ ازار ماں باپ کا نافرمان اور دائم الخمر کو نہیں بخشتا اس کے بعد حضورؐ نے اپنے کپڑے رکھے اور مجھ سے فرمایا اے عائشہ اگر تم اجازت دو تو میں اس رات خدا تعالےٰ کی عبادت کرلوں میں نے عرض کیا کہ بڑی خوشی سے آپ کھڑے ہوئے اور نماز میں اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں سمجھی کہ وفات ہو گئی۔ میں نے حضورؐ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو آپ نے حرکت کی۔ میں خوش ہوئی اور یہ بھی کہ آپ زندہ ہیں میں نے سنا کہ آپ سجدے میں دعا فرمارہے تھے۔ اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك جل وجهك لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك۔ جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ رات کو یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ فرمایا یہ کلمات سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھا مجھے جبرئیل نے یہ کلمات سکھائے ہیں اور مجھ سے کہا ہے کہ میں ان کلمات کو سجدے میں بار بار پڑھا کروں (بیہقی)

حضرت ابوالحسن بکری فرماتے ہیں۔ اس رات کو بہتر یہ ہے کہ دعا پڑھے جو شب قدر کے متعلق وارد ہوئی ہے اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی اللھم انی اسئلك العفو والعافیۃ والمعافاۃ الدائمۃ فی الدنیا والاخرۃ ہ چونکہ یہ رات شب قدر کے بعد افضل اللیالی ہے۔ اسلئے اس میں بھی یہ دعا پڑھنا چاہیئے اور بعض حضرات سے مروی ہے کہ اس رات کو وہ دعا پڑھے جو حضرت آدمؑ نے طواف کے وقت مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھنے کے بعد مانگی تھی ”حضرت آدمؑ کی دعا۔ اللھم انك تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اسئلك ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی ارضنی بقضائك ہ۔ اس دعا کے ارشاد ہوا اے آدمؑ میں نے تیری دعا قبول کرلی اور جو تیری اولاد میں سے یہ دعا کرے گا اسکی دعا بھی قبول کروں گا۔

۲۰ اکتوبر ۱۹۳۷

Marfat.com

سحبان الہند مولانا احمد سعیدؒ

کی

دیگر کتب

(۱) جنت کی کنجی

ہدیہ تین روپے پچاس پیسے

(۲) دوزخ کا کھٹکا

" دو روپے پچیس پیسے

(۳) رسول کی باتیں

" دو روپے پچاس پیسے

(۴) عرش الٰہی کا سایہ

" ایک روپیہ

(۵) خدا کی باتیں

" تین روپے

(۶) ہماری دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے

ملنے کا پتہ:۔ صفیہ اکیڈمی ۲۳/۱۲ پی۔ای۔سی۔بی کالونی ۲۹ کراچی ۲۹

Marfat.com

ان کتابوں کی آپکو

اور

آپ کے بچوں کو ضرورت ہے

معراج المومنین	سید عابد میاں	۱/۵۰
اسلام کیا ہے ؟	مولانا منظور نعمانی	۳/۰
تعلیمات اسلام	عبدالصمد میرٹھی	۳/۵۰
علم بیان	مولانا اسد الرحمٰن قدسی	۲/۰
شریعت و طریقت	مولانا اشرف علی تھانوی	۷/۰
مرنے کے بعد کیا ہوگا	مولانا عاشق الٰہی	۳/۷۵
بخاری شریف	مرزا حیرت دہلوی	۳۰/۰
مشکوٰۃ شریف	مکمل	۱۸/۰
ترمذی شریف	ترجمہ معراج محمد بارق	۱۶/۰
بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز	۵/۰
مشارق الانوار		۱۴/۰
موطا امام مالک		۱۴/۰

ملنے کا پتہ، صفیہ اکیڈمی ۲/۱۲ پی۔ آئی۔ بی۔ کالونی نمبر ۲ کراچی ۵

Marfat.com

ہماری دُعا

کیوں قبول نہیں ہوتی

از

سحبانُ الہند مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

فاران بک ایجنسی
رسالہ روڈ۔ حیدرآباد

صفیہ اکیڈمی۔ ۴۱۴/۲ پی۔ آئی۔ بی کالونی نمبر ۲۔ کراچی نمبر ۵

1-25

(مطبوعہ جاوید پریس کراچی) ہدیہ: ایک روپیہ پچیس پیسے